جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

القران الحکیم ۶۵:۱۲

النور

نبوت - فتح ۱۳۸۵ ہش

نومبر - دسمبر ۲۰۰۶ء

خصوصی شمارہ - جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۰۶ء

جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۰۶ء
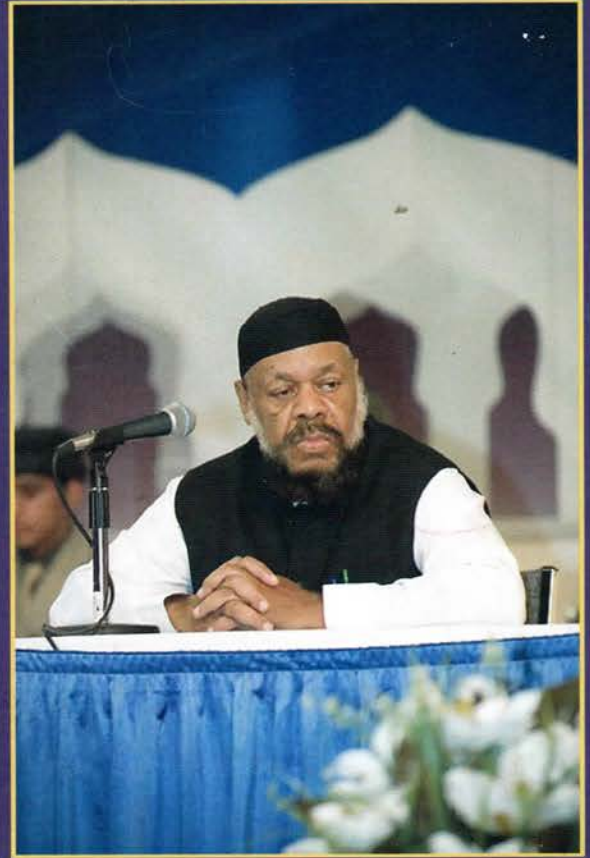
کے چند مناظر

جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۰۶ء کے موقع پر تقسیم انعامات کے چند مناظر
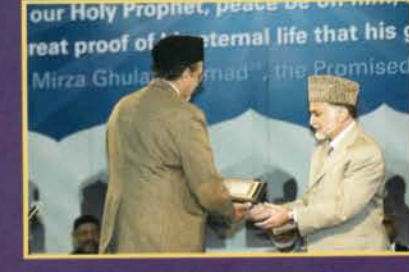
لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (12:65)

الـــنـــور

نومبر۔ دسمبر 2006

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

" عَنْ مُعَاوِيَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ يُّرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"

(بخاری کتاب العلم)

"حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جس شخص کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور ترقی دینا چاہتا ہے
اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے"

نگران اعلیٰ: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر
امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: Editors Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905
karimzirvi@yahoo.com

فہرس

قرآن کریم	2
حدیث	4
ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	5
کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	6
خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرمودہ برموقعہ جلسہ سالانہ امریکہ 3 ستمبر 2006	7
ہمارا جلسہ سالانہ اور اس کی تاریخ	15
جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ۔ایک آسمانی فیصلہ	41
دوغزلہ۔حضرت صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ	48
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تُو	49
محفلِ شعر و سخن	52
نظم۔'تلاش التفاتِ ناگہاں'۔ثاقب زیروی	53
نظامِ وصیت	54
ایک نہ بھولنے والا وجود	61
نظم۔'اپنی قدرت کا کوئی کرشمہ دکھا' مبارک احمد ظفر	65
ڈاکٹر عامرہ عباس مرحومہ	66
ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	68

قرآن کریم

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ○ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ○

(الانبیاء:72-73)

اور ہم نے اُسے بھی اور لوط کو بھی اس زمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے تمام جہانوں کے لئے برکتیں رکھی تھیں۔ اور ہم نے اسے اسحٰق بھی بخشا اور یعقوب بھی بطور پوتے کے (دیا) اور ہم نے سب کو نیک بنایا۔

''حضرت ابراہیمؑ پہلے اُور میں رہتے تھے جو عراق کے علاقہ میں تھا۔ وہاں سے آپ حاراؔن کی طرف جو بالائی عراق میں واقع ہے تشریف لے گئے اور وہاں سے کنعان کی طرف خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ہجرت کی اور یہ زمین آئندہ اُن کی اولاد کیلئے مقرر کر دی گئی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور لوطؑ دونوں کو نجات دی اور کامیاب کر کے فلسطین میں لے گیا۔ بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی دشمنوں سے نجات دی اور اُن کے غلام عمرؓ کو ایک فاتح کی شکل میں بیت المقدس میں لے گیا۔

پھر فرماتا ہے ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ انعام کے طور پر بخشے۔ ایسا ہی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی وعدہ ہے چنانچہ مسلمانوں کو دُعا سکھائی گئی ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ یعنی اے اللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آنے والی روحانی اولاد پر اُسی طرح فضل نازل فرما جس طرح تُو نے ابراہیمؑ اور اس کی اولاد پر فضل فرمائے تھے۔ بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا درجہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت بڑا ہے پھر ایک بڑے درجہ والے کیلئے یہ دعا کرنا کہ اُسے وہ کچھ ملے جو اُن سے چھوٹے درجے والے کو ملا تھا اور نہ صرف ایک دفعہ یہ دعا کرنا بلکہ قیامت تک کرتے چلے جانا ایک مضحکہ خیز امر ہے۔ اور یہ ایسی دعا ہے جیسے کسی ای۔اے۔سی (E.A.C.) کو کہا جائے کہ خدا تمہیں تھانیدار بنا دے اس کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو قسم کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک خوبیاں تو وہ ہیں جو اُن کی ذاتی ہیں مثلاً یہ کہ ابراہیمؑ حلیم تھا اوّاہ تھا، منیب تھا، صدیق تھا، خدا کا مقرب تھا۔ ان خوبیوں اور مدارج کے لحاظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اگر آپ افضل نہ ہوتے تو آپ خاتم النبیّین اور سیّد ولد آدمؑ کس طرح ہو سکتے۔ پس جہاں تک محمدی مقام کا سوال ہے وہ ابراہیمی مقام سے یقیناً افضل ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی ان ذاتی خوبیوں کے علاوہ قرآن کریم سے ہمیں اُن کی ایک اور خوبی بھی معلوم ہوتی ہے۔ جو قومی انعام کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ سے یہ دعا مانگی تھی کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص (2:129) یعنی اے ہمارے رب ہمیں اپنا سچا فرمانبردار بنائیو۔ اور ہماری ذرّیت میں سے بھی ایک ایسی امت پیدا کیجیو جو تیری رضا کو حاصل کرنے والی اور تیری راہوں پر چلنے والی ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اس دُعا کو اس رنگ میں قبول فرمایا کہ وہ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ (عنکبوت: ع3) ہم نے ابراہیمؑ کی ذرّیت میں نبوت رکھ دی۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے جو کچھ مانگا تھا اللہ تعالےٰ نے

اس سے بڑھ کر آپ کو انعام دیا۔اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم دُرود میں یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! تُو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی اُسی طرح فضل نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر فضل نازل فرمایا تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدایا جو معاملہ تُو نے ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا وہی سلوک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کرنا۔جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ مانگا تھا تو نے اس سے بڑھ کر ان کو انعام دیا۔اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مانگا ہے اس سے بڑھ کر آپ کو انعام دیجیو۔اب یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عرفان کے مطابق دعائیں کیں۔اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عرفان کے مطابق کیں۔بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ سے اتنی دعائیں کی ہیں کہ مجموعی طور پر تمام انبیاء نے بھی اتنی دعائیں نہیں کی ہونگی۔پھر جب یہ مسلّمہ امر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان ابراہیمی عرفان سے بہت بالا تھا تو پھر یہ بھی یقینی امر ہے کہ آپ کی دعائیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں سے بڑھی ہوئی تھیں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو جو کچھ ملنا ہے وہ بھی ابراہیمی انعام سے بہت زیادہ ہے۔پس درود میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی بلندی اور آپ کی امت کی ترقی کے لئے اتنی جامع دعا سکھائی گئی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دعا تصور میں بھی نہیں آسکتی۔کیونکہ اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ الٰہی وہ رحمتیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اُن کی ذریت پر نازل ہوئیں اُن سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نازل کی جائیں یعنی جس طرح ابراہیمؑ کو اُن کے مانگنے سے بڑھ کر ملا اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مانگا ہے، آپکو بھی اس سے بڑھ کر انعام دیا جائے۔اور چونکہ وسعتِ قلبی فیض کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں بہت بڑھی ہوئی ہیں اس لئے آپ کے انعامات بھی ابراہیمی انعامات سے بہت بڑھ کر ہیں۔لوگوں کو غلطی صرف کَمَا کے لفظ سے لگی ہے۔حالانکہ اس جگہ مَا مصدریہ ہے اور کَمَا صَلَّيْتَ کے صرف اتنے معنے ہیں کَصَلٰوتِکَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ یعنی جس طرح تُو نے ابراہیمؑ پر اپنی برکات نازل کیں اسی قسم کی برکات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نازل فرما۔اگر کَمَا صَلَّيْتَ کی بجائے اِلٰی قَدْرِ مَا صَلَّيْتَ کہا جاتا تو بے شک اس کے یہ معنے ہو سکتے کہ تُو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس درجہ کا درود بھیج جس درجہ کا درود تم نے ابراہیم علیہ السلام پر بھیجا تھا۔مگر یہاں درجہ کا ذکر نہیں بلکہ قسم کا ذکر ہے اور مراد یہ ہے کہ جس قسم کی برکت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو دی گئی تھی وہی قسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد کو بھی ملے اور وہ یہی برکت ہے کہ جو کچھ ابراہیمؑ نے مانگا تھا خدا نے اس سے بڑھ کر اُسے انعام دیا۔اسی طرح ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا ہے اے خدا تُو اُس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمّت پر انعام و اکرام کی بارش نازل فرما۔

آجکل اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ عیسائیت کا ہے۔اور عیسائیت اس بات کی مدعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔پس درود میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا! یہ جتنی ترقیاں عیسائیت کو مل رہی ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اُن وعدوں کی وجہ سے ہیں جو تُو نے اُن سے کئے تھے۔ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ابراہیمی وعدوں کی وجہ سے اس کی ایک شاخ جو اسحاقؑ سے تعلق رکھتی تھی اس پر جو تُو نے فضل نازل کئے ہیں اس سے بڑھ کر اسماعیلؑ کی نسل یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے تعلق رکھنے والوں پر فضل نازل فرما۔اگر اللہ تعالےٰ اُدھر سے اپنی برکتیں ہٹا لے اور اُن کا رُخ اسماعیلؑ کی نسل کی طرف پھیر دے تو عیسائیت ایک دن میں ختم ہو جاتی ہے پس یہ ایک عظیم الشان دُعا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے سکھائی گئی ہے اور پھر یہ ایک ایسی دعا ہے جس میں دنیا کے ہر ملک اور ہر علاقہ کا مسلمان شامل ہے۔گویا یہ ایسی کامل دُعا ہے کہ نہ آقا اس سے باہر رہتا ہے اور نہ امت محمدیہ کا کوئی فرد باہر رہتا ہے آجکل یوروپین اقوام کو جو طاقت حاصل ہے یہ صرف اُن وعدوں کی وجہ سے ہے جو اسحٰقؑ کی نسل سے کئے گئے تھے۔اگر اب اسماعیلؑ کی نسل سے اس کے وعدے پُورے ہونے شروع ہو جائیں تو عیسائیت اس طرح ختم ہو جائے گی جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر حزقیلؑ، یرمیاہؑ۔یسعیاہؑ اور یحییٰؑ وغیرہ ختم ہو گئے ہیں اور اسلام کو وہ شوکت حاصل ہو جائے گی جو مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم 532-535)

حدیثِ مبارکہ

عَنْ اَبِی کَبْشَۃَ عَمْرِ و بْنِ سَعْدِ الْاَنْصَارِیّ ؓ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَۃٌ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ: مَانَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَۃٍ وَلَاظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَۃًصَبَرَ عَلَیْھَااِلَّازَادَہُ اللّٰہُ عِزًّا وَلَافَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَۃٍ اِلَّافَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ کَلِمَۃً نَحْوَھَا' وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ قَالَ: اِنَّمَاالدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِنَفَرٍ:عَبْدٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَعِلْمًا فَھُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَیَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَیَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّافَھٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ' وَعَبْدٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ یَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَھُوَ نِیَّتُہٗ فَاَجْرُھُمَا سَوَآءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا فَھُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَایَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَایَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَلَایَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا فَھٰذَابِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ لَمْ یَرْزُقْہُ مَالً وَلَاعِلْمًا فَھُوَ یَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَھُوَ نِیَّتُہٗ فَوِزْرُ ھُمَا سَوَاءٌ۔

(ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر)

حضرت عمرو بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین باتوں کے مؤثر ہونے کے بارہ میں قسم کھا سکتا ہوں تم ان باتوں کو یاد رکھو۔ اوّل یہ کہ صدقہ سے کسی کا مال کم نہیں ہوتا۔ دوسرے کوئی مظلوم جب ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو عزت دیتا ہے۔ تیسرے جب کوئی انسان اپنے لئے سوال اور مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ غربت اور احتیاج کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔ یاد رکھو دنیا میں رہنے والے چار قسم کے انسان ہو سکتے ہیں ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا اور وہ اس نعمت کی وجہ سے اپنے رب سے ڈرتا ہے' رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے۔ یہ تو سب سے اعلیٰ درجہ کا انسان ہے۔ دوسرا وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا لیکن مال نہیں دیا اور سچی نیت سے کہتا ہے کہ اگر مجھے مال بھی ملتا تو میں فلاں سخی کی طرح اپنے مال کو خرچ کرتا۔ ایسے شخص کو اس کی نیت کا ضرور ثواب ملے گا اور پہلے آدمی کے برابر اس کا درجہ ہوگا۔ تیسرا وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے لیکن علم نہیں دیا۔ چنانچہ وہ اپنے مال کو سوچے سمجھے بغیر بے جا خرچ کرتا ہے اور اس خرچ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ صلہ رحمی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں پہچانتا۔ یہ انسان بڑا بدقسمت اور بدکردار ہے۔ چوتھے وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم' لیکن آرزو رکھتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہو تو میں بھی اس بدکردار شخص کی طرح اسے خرچ کروں اور عیش وعشرت میں زندگی بسر کروں۔ پس ایسے بدنہاد شخص کو بھی اس کی نیت کا بدلہ ملے گا اور اس کا انجام اس تیسرے شخص کی طرح بلکہ اس سے بھی بدتر ہوگا۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

” تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور اُن کے مشکلات حل کر دیئے گئے۔ اور اُن کی کمزوری کو دُور کر دیا گیا۔ اس کا علم خدا تعالےٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیف کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجُز خدا تعالےٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں۔ عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں اُن کے حال کے مطابق روح سے قوت پا کر تقریریں کرتے تھے۔۔۔ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے اُن کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے بلکہ اُن کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفاتِ روحانی میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین کے استعداد کے موافق اور اُن کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اُن کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ بابِ تقریر کھلا رہتا ہے کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اسے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیراندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پا کر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا۔ جیسے یہ علاج بیمار کے رُوبرو ہونے کی حالت میں متصوّر ہے اور کسی حالت میں کماحقہٗ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے چند ہزار نبی اور رسول بھیجے اور ان کی شرفِ صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پا کر اور اُن کے وجود کو مجسم کلام الٰہی مشاہدہ کر کے اُن کی اقتداء کے لئے کوشش کریں۔ اگر صحبتِ صالحین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کے امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا لیکن خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہ رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبتِ الٰہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پا کر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں۔۔۔ سو اسی بناء پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور اُن پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اُن کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلّت کا سیہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے اسی کی بشارت دے کر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔“

(فتح اسلام صفحات 17-23)

کلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مُناجات اور تبلیغ حق

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستُور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

اُس زمانہ میں خُدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پُوری ہوئی بعد از مرُورِ روز گار

کھول کر دیکھو براہیں جو کہ ہے میری کتاب
اس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اس کو ایک بار

اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اس قدر امرِ نہاں کس بشر کو اقتدار

قُدرتِ رحمان و مکرِ آدمی میں فرق ہے
جو نہ سمجھے وُہ غبی از فرق تا پا ہے حمار

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑدو رحمتِ کے ہو اُمّیدوار

سوچ لو یہ ہاتھ کس کا تھا کہ میرے ساتھ تھا
کس کے فرماں سے میں مقصد پا گیا اور تم ہو خوار

یہ بھی کچھ ایماں ہے یارو ہم کو سمجھائے کوئی
جس کا ہر میداں میں پھل حرماں ہے اور ذِلّت کی مار

غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجّال ہے
میں تو خود رکھتا ہوں ان کے دیں سے اور ایماں سے عار

گر یہی دیں ہے جو ہے ان کی خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے
فضل پر تیرے ہے سب جُہد و عمل کا انحصار

چُھٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری الفت کے اسیر
جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر پائی بہار

خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اختتامی خطاب برموقعہ جلسہ سالانہ امریکہ 3 ستمبر 2006

’’ان بچوں میں جو واقفین نو جامعہ میں جارہے ہیں، مجھے یہ بھی دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ایک ایفروامریکن بچہ بھی تھا جو مبلغ بن کر انشاءاللہ نکلے گا‘‘

سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

(یہ صحیح ہے نا رابطہ۔ اگر کوئی روک ہو تو مجھے فوراً بتا دیں) آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے جمعہ کے خطبے میں بتایا تھا کہ اس سال پروگرام تھا کہ جلسہ سالانہ امریکہ میں شامل ہوں گا۔ جماعت امریکہ نے انتظامات بھی بہت کئے ہوئے تھے، لوگوں کو انتظار بھی بہت تھا۔ بے شمار خطوط آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس بے چینی سے بچے، جوان، عورتیں، مرد سب انتظار کر رہے تھے۔ جہاں تک مجھ سے ملاقات کا سوال ہے کافی تعداد میرا خیال ہے دو دفعہ کے کینیڈا کے دوروں میں ایک تہائی سے زیادہ جماعت تو مجھے مل چکی ہوگی۔ اس کے علاوہ بھی انفرادی طور پر لندن آتے جاتے لوگ مل جاتے ہیں، لیکن ایک بہت بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے ملاقات نہیں کر سکے۔ اور پھر جب اپنی جماعت میں دورہ ہو تو جماعت کے افراد کے جذبات کچھ اور ہوتے ہیں۔ اور اس دفعہ جیسا کہ میں نے کہا، کیونکہ میرا امریکہ آپ لوگوں کے پاس آنے کا پروگرام تھا اس لیے، جیسا کہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں، آپ لوگوں نے تیاریاں بھی خوب کی تھیں۔ اور پروگرام کینسل ہونے کا سن کر جو مایوسی کی کیفیت جماعت کے افراد کی ہوئی ہوگی اس کا مجھے پوری طرح احساس ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہء وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ امریکہ کی جماعت کے افراد کو تکلیف ہوئی ہو اور اس کا احساس مجھے نہ ہوا ہو۔ یہی تو احمدیت کی اور خلافت احمدیہ کی خوبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت اور خلیفہء وقت کو ایک وجود بنا دیا ہے۔ اور جب تک یہ احساس دونوں طرف قائم رہے گا کوئی طاقت جماعت کی ترقی کو نہیں روک سکتی۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ تعلق اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ہے جس کی خبر ہمیں کھول کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی اور پھر وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی رسالہ الوصیت میں بیان فرمائی۔ پس اس تعلق کو کبھی کم نہ ہونے دیں یہ عارضی روکیں اور یہ دوریاں اس تعلق میں کمی کا باعث نہیں ہونی چاہئیں۔ اور اپنی نسلوں میں بھی اس تعلق کا احساس پیدا کرتے چلے جائیں۔ عموماً میں کسی جلسہ سالانہ پر براہ راست MTA کے ذریعے سے لندن سے یا جہاں بھی ہوں مخاطب نہیں ہوا کرتا سوائے قادیان کے جلسہ کے کہ وہ مرکزی جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ لیکن امریکہ کے جلسہ سالانہ پر میں آپ لوگوں سے اس لئے مخاطب ہوا ہوں کہ وہاں آنے کے پروگرام کو جو آخری وقت میں ملتوی کرنا پڑا اس سے جو آپ کے دلوں کی کیفیت ہوئی، جیسا کہ میں نے کہا، اور جس تڑپ اور درد کا احساس لوگوں نے اپنے خطوط میں کیا، اس کا تقاضا تھا کہ میں امریکہ کے جلسہ سالانہ پر کسی دن براہ راست آپ لوگوں سے مخاطب ہوتا۔ تاکہ میں بھی اور آپ بھی جو امریکہ میں بسنے

والے احمدی ہیں، اس کمی کو کسی حد تک پورا کرسکیں۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے فرمائے ہیں ان کو پورا ہوتا ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج گو تصویروں اور آواز کے ذریعے سے ہی سہی لیکن ایک دوسرے کو دیکھ اور سُن رہے ہیں۔ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ میرے براہ راست امریکہ کے جلسہ میں شامل احباب سے یا جماعت احمدیہ امریکہ سے مخاطب ہونے سے دوریاں ختم نہیں ہو جاتیں، نہ کمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ براہ راست مخاطب تو میں ہر جمعہ کو ہر احمدی سے ہوتا ہوں لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں اور خلیفہء وقت کے قریب وہی لوگ ہوتے ہیں جو ان باتوں کو سن کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے لئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور جن کی تعلیم کی روشنی میں آج تک خلفائے وقت آپ کے بعد جماعت کے احباب کو توجہ دلاتے چلے جا رہے ہیں۔ پس آج بھی اگر اس براہ راست خطاب سے فائدہ اٹھانا ہے تو بجائے اس کے کہ میں یہاں لمبی چوڑی تقریر کروں اور یہ سن کر آپ لوگ وقتی طور پر جذباتی کیفیت طاری کرلیں۔ اس کے بجائے اس جلسہ کے اختتام پر اس عہد کے ساتھ اٹھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اور اس عہد بیعت کے مطابق جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے باندھا ہے اپنے اندر صحیح اسلامی تعلیم لاگو کرنی ہے۔ اور نہ صرف اپنے اوپر اس خوبصورت تعلیم کے اثرات ظاہر کرنے ہیں بلکہ اپنے ماحول میں بھی اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کرنا ہے۔ آج یہ نظم بھی جو پڑھی گئی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اعلان فرمایا ہے بڑے اچھے موقع پہ آپ لوگوں نے چنی نظم۔ صرف یہاں سٹیج پر نظم سن کر چلے نہیں جانا بلکہ دنیا کو بتانا ہے کیا اعلان ہوا ہے۔ آج مغرب اور خاص طور پر امریکہ میں جو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا ہو رہا ہے اس کا ردّ ہر احمدی نے اپنے عمل اور تبلیغ سے کرنا ہے۔ پس اس طرف خاص توجہ دیں اور اس طرف توجہ اگر ہو گئی تو یہی میرا پیغام ہے جماعت امریکہ کو۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان دنیا میں کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے فضل کے بغیر نہیں کرسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے جمعہ کے خطبہ میں کہا تھا کہ جلسہ کے دنوں میں عبادات پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں اور عبادات کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس کا خلاصہ یہ ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دو۔ مجھے اُمید ہے کہ جلسہ کے دنوں میں اس بات کو تمام شامل ہونے والوں نے مدنظر رکھا ہوگا۔ اللہ کرے کے یہ عبادات کی طرف توجہ ہر احمدی کا انتہائی ضروری اور نہ ٹوٹنے والا حصّہ بن جائے۔ تا کہ اس ذریعے سے پھر ہمارے عمل مزید نکھریں اور یہ نکھار نہ صرف ہماری زندگیوں کا حصّہ ہو بلکہ ہماری نسلوں کو بھی اس مادی دنیا کی چکا چوند سے بچا کر اپنے اندر اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کا ذریعہ ہو جائے۔ اور پھر اس ذریعے سے ہر احمدی کے ماحول میں یہ خوبصورت نمونہ غیروں کو اپنی طرف کھینچنے کا باعث بن جائے۔ ہر احمدی تقویٰ کے وہ معیار حاصل کرنے والا ہو جس سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ کیونکہ ان کو تو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کردے اور اسے کاہلی کی جرأت نہ دلادے۔ وہ ان کی محبت سَرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرے۔ انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کے قضاء وقدر کی کس کو خبر ہے زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی، تمناؤں کا سلسلہ اور ہے قضاء وقدر کا سلسلہ اور ہے اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں اسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے اس لیے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہیئے۔ توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھاوے اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کردے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ اور طہارت جو اس زمانے میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اسے قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی غرض اس جماعت سے یہ ہے کہ گم گشتہ معرفت کو

دوبارہ دنیا میں اس جماعت کے ذریعے قائم کرے۔پس ہم نے جو اس زمانے کے امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ عہد کیا ہے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور ہو رہے ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کریں گے جو خدا تعالیٰ کی معرفت عطا کرے۔اور حقیقی تقویٰ اور طہارت اپنے اندر قائم کرنے کی کوشش کرنے کا عہد کرتے ہیں تا کہ دنیا کو اس حقیقی خدا کا راستہ دکھائیں جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔جو کل کائنات کا مالک ہے اور جس کے آگے جھکنے سے ہی دنیا کی حقیقی نجات ہے،اس عہد کو نباہنے کے لئے ہمارے ہر وقت یہ پیش نظر رہنا چاہیئے کہ ہمارا مقصد کیا ہے جب تک اس مقصد کو اپنے پیش نظر نہیں رکھیں گے،جب تک اٹھتے بیٹھتے دُنیا کی آسائیوں اور آسائشوں پر نظر رکھنے کے بجائے،جب تک دنیا کی مادی چیزوں پر نظر رکھنے کے بجائے،جب تک دوسروں کے مال پر حسد کی وجہ سے نظر رکھنے کے بجائے اپنے خدا کے احکامات پر نظر نہیں رکھیں گے دوسرے کی مالی اور آسودہ حالت کو اس نظر سے نہیں دیکھیں گے کہ کاش میرے پاس بھی اتنی کشائش ہوتی کہ میں دینی مہمات میں مالی قربانیوں میں حصہ لوں،ہم اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔ہم اپنے آپ میں اور اپنی نسلوں میں اور اپنے ماحول میں وہ فضا پیدا نہیں کر سکتے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ہم نے آپ کی غلامی کا عہد کیا ہے۔آج ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے سفیر ہونے کا،آپ کا پیغام دنیا تک پہنچانے کا،اس گم گشتہ معرفت کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کا حق اسی صورت میں ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اندر بھی غیر معمولی پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے۔اپنی عبادتوں کے معیار بڑھائیں گے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے۔ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز ہی عبادت کا مغز ہے۔اگر مغز ہی نہیں تو جسم پھر بے فائدہ وجود ہے۔دیکھیں وہ لوگ جن کے دماغ پوری طرح Develop نہیں ہوتے ان کے باقی اعضاء بھی ویسے ہی ہوتے ہیں۔صحت مند ہونے کے باوجود بھی باقی اعضاء دل بھی صحت مند ہوتا ہے دھڑک رہا ہوتا ہے کھانا پینا بھی کر لیتے ہیں۔لیکن گھر والوں پر اور معاشرے پر ایک بوجھ ہوتے ہیں۔گھر والوں کو ان کی فکر لگی رہتی ہے۔پس اگر معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے اس کا فائدہ مند وجود بننا ہے تو سب سے اہم بات جو اپنانے والی ہے اور سب کچھ قربان کر کے جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ پانچ وقت نمازیں ہیں۔اگر ان پانچ وقت نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہوگئی تو سمجھ لیں کہ اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شمار ہوگئے جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گم گشتہ معرفت کو دنیا میں قائم کرنے کا کیا ہے۔اور یہی مطلب ہے دل کو بار بار جگانے کا کہ صرف ایک واحد خدا کی حکومت اپنے دل پر قائم کرلیں۔عہد بیعت میں آپ نے بلاناغہ۔شرائط بیعت میں۔بلاناغہ پنجوقتہ نمازیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق ادا کرنے کا عہد کیا ہے۔اب ہر احمدی اگر ان الفاظ پر غور کرے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ نمازیں کبھی چھٹ جائیں یا قضاء ہو جائیں۔ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انقلاب اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر موقوف ہے۔اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے بہر حال اس بنیادی مقصد کی طرف توجہ دینی ضروری ہے جس کے لئے اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔اور جب اس مقصد کو حاصل کرلیں گے تو اپنے آپ کو ایسے محفوظ قلعے میں داخل کرلیں گے جہاں اس دنیا کی اور خاص طور پر ایسے ملکوں کے معاشرے کی جہاں آزادی میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں جہاں نیکی اور بدی کی کوئی تمیز نہیں رہی،ان برائیوں سے بچتے رہیں گے۔جہاں فخر اور ناز ہے تو صرف اس بات پر کہ ہم ترقی یافتہ اور دنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور قوم ہیں۔پس آپ کی اور آپ کی نسلوں کی زندگیوں کی بقاء اب خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنے میں ہی ہے۔توحید کے ساتھ چمٹے رہنے میں ہی ہے۔اور انشاء اللہ جب آپ اپنے آپ کو اس قلعے میں محفوظ کرلیں گے تو پھر دوسروں کو بھی عافیت کے حصار میں بھی بلانے کے اہل ہوسکیں گے۔پھر اس معاشرے کو یہ پیغام دینے کے قابل ہوسکیں گے کہ حقیقی خوشیاں نہ ہی لہولہب میں پڑنے سے ملتی ہیں نہ ہی شراب جوئے میں ہیں نہ زندگی کا سکون Casino میں جا کر وقت گزارنے میں ہے نہ ان لوگوں کی طرف حسد سے دیکھنے کی ضرورت ہے جو اپنے مال کو ان دنیاوی عیاشیوں میں اڑانے والے ہیں بلکہ زندگی کا سکون اس خدا کی عبادت میں ہے۔جس نے اعلان کیا ہے کہ:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○

(الرعد:29)

یعنی سنو! اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں جو رب العالمین ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور پھر تمہاری زندگیوں کی حفاظت کے سامان بھی پیدا فرمائے ہیں۔ پس آؤ اور اس خدا کو پہچانو۔ اس خدا کی پہچان کرو۔ جب عبادتوں کے ساتھ درد رکھتے ہوئے دنیا کو اس سکون و اطمینان کے حصار میں بلانے کی کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ بہت ہی پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اس عمل کی بہت ہی قدر کرتا ہے اور پیار کی نظر سے دیکھتا ہے جو اس کی مخلوق کو شیطان کے چنگل سے نکالنے کے لئے اللہ کی طرف بلاتے ہیں تا کہ وہ اللہ کے غضب سے محفوظ رہ سکیں تا کہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔ جیسا کہ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ○

(حٰمٓ السّجدة:34)

یعنی بات کہنے میں اس سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ پس ہمیشہ اس حکم کو یاد رکھیں جب بھی موقع ملے جہاں بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو اپنے ملک میں پہنچائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین تعلیم کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اُتاری ہے ہر امریکن تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ جس مذہب کو وہاں کی اکثریت متشدد اور دہشت گرد مذہب سمجھتی ہے اپنے ماحول میں اس تأثر کو زائل کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کریں۔ آپ کے چہروں سے پیار محبت اور نیکی ٹپکتی ہو۔ صرف یہ سمجھ کر نہ بیٹھ جائیں کہ امریکہ تو اتنا بڑا ملک ہے اور اتنی دنیاوی سوچ رکھنے والے لوگ ہیں یہاں کس طرح یہ پیغام پہنچایا جائے گا۔ دنیاوی سوچ کے باوجود یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو دین کی طرف توجہ ہے۔ جب آپ میں سے ہر ایک سرگرم ہوگا تو ایک ایک سینکڑوں تک پیغام پہنچا سکتا ہے۔ سوچ کی بات ہے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دینے کا اگر ارادہ ہو تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔ گزشتہ دنوں میں جب قبولیت دعا کے موضوع پر میں خطبات دے رہا ہوں تو ایک احمدی نے امریکہ سے مجھے لکھا۔ غالب امکان یہی ہے کہ امریکہ سے ہی لکھا تھا۔ کہ میں ٹیکسی چلاتا ہوں ایک دن شدید بارش ہو رہی تھی میں نے ایک سواری اٹھائی جو بڑی پریشان تھی میں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہنے لگا کہ آج میری شادی ہو رہی ہے اور بارش اتنی شدید ہے اور رکنی بھی نہیں Forecast یہی ہے اور میرا Function خراب ہو جائے گا۔ تو اس احمدی ڈرائیور نے کہا کہ ہمارا خدا دعائیں سننے والا خدا ہے میں دعا کرتا ہوں تمہاری شادی تک موسم ٹھیک ہی رہے تو کہنے لگا وہ آدمی کہ اگر دو گھنٹے تک کے لئے بارش رک جائے تو میرا Function ٹھیک طرح ہو جائے گا تم دعا کرو راستے میں۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے لکھا کہ وہ سواری کسی کام کے لئے رُکی تو میں نے دعا کی اے اللہ! ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں اس حوالے سے بڑے مان سے میں نے یہ بات اس عیسائی کو کہہ دی ہے تو اپنا فضل کر۔ کہتے ہیں کہ میری دُعا میں تڑپ کی کیفیت تھوڑی دیر کے لیے پیدا ہوگئی اور جو سواری واپس آئی تو بارش رک چکی تھی اور تقریباً دو گھنٹے تک بارش رکی رہی۔ تو اگر صحیح تڑپ ہو تو اپنے نبی ﷺ اور اپنے مسیح کی غیرت اللہ تعالیٰ رکھتا ہے۔ یہ بات یقیناً اس عیسائی کے لئے حیرت کا باعث بنی ہوگی لیکن اگر یہ احمدی ٹیکسی ڈرائیور اس کا پتہ بھی لے لیتے کہ میں تمہیں مزید اپنا تعارف کروانا چاہتا ہوں تو شاید تبلیغ کا راستہ کھل جاتا۔ بہرحال ہر موقع سے احمدی کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہ اتنے عذاب اور اتنی آفتیں دنیا میں آ رہی ہیں امریکہ بھی ان سے باہر نہیں اس قوم کو Warning دیں کہ یہ سب خدا تعالیٰ سے دوری کی وجہ سے ہے۔ پس اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے اپنے خدا سے زندہ تعلق جوڑتے ہوئے اپنی تبلیغ کے کام کو تیز کریں۔ اور تبلیغ کے سلسلے میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر صحیح منصوبہ بندی سے یہ کام کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے

ہوئے اور نیکیوں پر قائم رہتے ہوئے یہ کام کریں گے تو یقیناً برکت پڑے گی۔ امریکہ میں اس وقت زیادہ تر دو طرح کے احمدی آباد ہیں۔ایک پاکستانی احمدی ہیں جن کی بہت بڑی تعداد ہے۔اور اس کے بعد غیر پاکستانیوں میں سے جو ہیں وہ ایفرو امریکن ہیں۔ایک تو نیک نمونے قائم کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے کہ دونوں ایک دوسرے میں جذب ہو جائیں۔اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تقسیم کار کر لی جائے۔ایفرو امریکن جو ہیں وہ زیادہ تر اپنے لوگوں میں تبلیغ کا فریضہ انجام دیں اور ان میں زیادہ احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ان کی ٹیموں میں پاکستانی بھی شامل ہونے چاہئیں کچھ نہ کچھ یا دوسری قوموں کے لوگ بھی شامل ہوں اگر کوئی ہیں تو۔اس سے ایک تو ایفرو امریکن لوگوں میں یہ احساس رہے گا یعنی جو غیر مسلم ہیں کہ یہ دونوں قوموں کے لوگ جو اس طرح مل جل کر کام کر رہے ہیں اور خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور آپس میں محبت اور بھائی چارے کی جو فضا ہے تو یقیناً اس مذہب کی خوبی کی وجہ سے ہے۔ گو کہ افریکن ۔۔ایفرو امریکن جو ہیں ان لوگوں میں اسلام کا کافی رسوخ بڑھ رہا ہے۔نفوذ ہو رہا ہے۔لیکن حقیقی اسلام ان تک نہیں پہنچا۔جس کی وجہ سے وہ حقیقی تعلیم سے بے بہرہ رہتے ہیں جو اسلام کا مقصد ہے۔جس نے عربی کو عجمی پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت نہیں دی اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی کی کوئی فوقیت ہے تو وہ تقویٰ کی بناء پر اعمالِ صالحہ بجالانے کی بنا پر اور اکثر ان میں سے اس وجہ سے شکووں شکایتوں کا شکار ہو جاتے ہیں سفید امریکنوں کے خلاف بلکہ دوسری قوموں کے خلاف بھی ان کے دل میں ان شکووں کی وجہ سے بھی مزید رنجشیں پلتی ہیں جو انتہاء تک پہنچ جاتی ہیں حالانکہ اسلام تو رنجشوں کو دُور کرنے کے لیے کینوں سے پاک معاشرہ قائم کرنے کے لیے آیا تھا۔ اسلام تو پیار محبت اور اخوت کی فضا پیدا کرنے کے لیے آیا تھا۔اسلام تو رنگ نسل کے بغیر ایک خدا کی عبادت کرنے والا معاشرہ پیدا کرنے کے لیے آیا تھا۔اس زمانے میں جب ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے تو اس حقیقی معاشرے کی تبلیغ اور فروغ اور اسے قائم کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔اور اس کے لئے جب ایسی ٹیمیں بنیں گی جو مل جل کر پھر اس تبلیغ کے کام کو ان لوگوں میں کریں گی۔انہیں یہ درس دیں گی کہ کوئی بڑا چھوٹا یا کالا گورا نہیں ہے بلکہ ہر ایک نے اعمال صالحہ بجالانے میں تقویٰ پر قائم ہونا ہے۔ اور دینی اور دنیاوی لحاظ سے ترقی کرنی ہے تو ان لوگوں میں توجہ پیدا ہوگی۔ ان میں جب یہ احساس پیدا ہوگا کہ ایک احمدی مسلمان کا سب سے زیادہ فرض ہے کہ محنت کا صحیح حق ادا کرے تا کہ دنیا میں اپنا مقام بھی بنائے اور مالی کشائش حاصل کر کے دین کی خدمت بھی بہتر طور پر کر سکے تو اس احساس کے بعد یہ لوگ جو بظاہر کم تر سمجھے جاتے ہیں اپنی محنت اور اپنے خدا سے مدد مانگتے ہوئے معاشرے کا ایک فعال حصّہ بن جائیں گے جو قدر کیا جانے والا حصّہ ہوگا۔باقی قوم بھی ان کی خدمات لینے پر مجبور ہوگی۔یہ احساس کمتری جب اِن میں دُور ہو جائے گا اسلام یہ احساس برتری ان میں پیدا کرے گا۔ پس اس بارے میں منصوبہ بندی کریں افریکن۔ایفرو امریکن لوگوں میں نفوذ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنے کے لئے منصوبہ بندی کریں کیونکہ ان میں سعادت دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے ان میں شرافت اور دین کی طرف آنے کا اور توجہ دینے کا زیادہ احساس ہے۔اور احمدیت نے کیونکہ تمام دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانا ہے۔اس لئے یہ نہیں میں کہہ رہا کہ صرف ان تک پہنچانا ہے تو جہ اس طرف دیں کہ ان میں سعادت زیادہ ہے جس طرح کہ میں نے کہا۔لیکن سفید فام امریکن جو ہیں ان میں بھی تبلیغ کرنی ہے۔اور کیونکہ ان میں بڑی اکثریت جو ایسی ہے جس میں اپنی بڑائی کا بڑا احساس ہے، تکبر اور نخوت زیادہ ہے۔ اس لئے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ان میں تبلیغ کرنے کے لئے جو ٹیمیں بنائیں اس میں اگر ہمارے ایفرو امریکن بھائی بعض جگہوں پہ نہ بھی شامل ہوں تو کوئی حرج نہیں مصلحت کے تحت۔ان میں بھی اس بارے میں کسی قسم کا احساس کمتری نہیں ہونا چاہیئے جب یہ لوگ سفید فام لوگ بھی اسلام قبول کر لیں گے بیعت کر لیں گے احمدیت اور حقیقی اسلام میں شامل ہو جائیں گے احمدیت کی خوبصورت تعلیم کا جب ان کو پتہ چل جائے گا تو پھر کالے اور گورے کی تمیز کا احساس ان لوگوں میں بھی ختم ہو جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزت پانے کا معیار صرف تقویٰ رہے گا۔ بہر حال یہ ایک تفصیلی منصوبہ بندی ہے جس کے کچھ اشارے میں نے

دیئے ہیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور غور کریں کہ کس طرح ہم بہترین صالح عمل کرنے والے بن سکتے ہیں اور بنا سکتے ہیں۔ جہاں میں نے عمومی طور پر جماعت کو کہا ہے کہ اپنی حالتوں کو بدلیں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں ہر احمدی کا فرض ہے وہاں میں اپنے ایفرو امریکن بھائیوں سے بھی اور بہنوں سے بھی کہتا ہوں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ میں ایک ایسی پاک تبدیلی آنی چاہیئے ۔ نئے لوگ بھی شامل ہو رہے ہیں جو عیسائیت سے شامل ہوتے ہیں جو پرانے ہیں وہ تو بڑے مضبوط ایمان والے ہیں اللہ کے فضل سے، اکثریت ان میں سے ۔ ان کو چاہیئے پہلے آنے والوں کی بھی تربیت کریں اور اپنے نمونوں سے ان کو بھی سمجھائیں اور ان نئے آنے والوں کو بھی کہتا ہوں کہ ایسی پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں جو دوسروں سے آپ کو ممتاز کر دے۔ایک احمدی سب سے زیادہ محنتی ہونا چاہیئے ،سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہونا چاہیئے ،سب سے زیادہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا ہونا چاہیئے ،سب سے زیادہ ایک دوسرے کو معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہونا چاہیئے ،سب سے زیادہ لغویات سے پرہیز کرنے والا ہونا چاہیئے اور جب یہ چیزیں پیدا ہونگی تو یہی صالح اعمال ہیں جو تقویٰ کی راہوں پر چلانے والے ہونگے ۔ اور تبھی آپ اپنی زندگیوں میں اور اپنے ماحول میں انقلاب لانے والے بن سکیں گے۔تمام جماعتی عہدیداروں اور مبلغین کو بھی میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اپنی ذاتی اَناؤں یا دوسروں کے نقائص تلاش کرنے کی بجائے اپنے عمل درست کرنے کی کوشش کریں۔جب آپ لوگ اپنے نمونے قائم کر لیں گے تو افرادِ جماعت خود بخود اس ماحول میں ڈھلتے چلے جائیں گے جو آپ نے بنایا ہوگا۔اس لئے یہ احساس ہمیشہ اپنے اندر قائم رکھیں کہ آپ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔آپ لوگوں پر اعتماد کر کے آپ کے سپرد بعض ذمہ داریاں کی گئی ہیں بعض خدمات کی گئی ہیں ۔ ان کو نبھائیں ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور پھر عام احمدیوں کے حقوق بھی ادا کریں ۔عہدیداران اور مبلغین کو خاص طور پر اس بات کا خیال چاہیئے کہ کسی بھی احمدی میں چاہے وہ کسی قوم کا ہو کسی بھی قسم کا فرق نہیں ہونا چاہیئے ۔بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے جب اپنے ہم قوموں میں بیٹھتے ہیں تو دوسروں کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جس سے پھر دُوریاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں ۔اس لئے خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں ۔ اگر آج آپ لوگوں نے اس بات کا خیال نہ رکھا تو یہ خلیج پھر بڑھتی چلی جائے گی اور پھر آپ کے اس غیر صالح عمل کی وجہ سے دعوت الی اللہ میں بھی کامیابی نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں عموماً پاکستان یا برصغیر ہندو پاک سے گئے ہوئے احمدی جو ہیں ان میں اچھے پڑھے لکھے ہیں اکثریت ان میں ۔ جو وہاں پڑھ کر جوان ہوئی ہے نسل وہ بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں ۔اس لئے بعض میں اپنی تعلیم کی وجہ سے یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم کم تعلیم یافتہ سے مل کر یا اپنے دوسرے ایفرو امریکن بھائیوں میں بیٹھ کر، ہم نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ ہمارے طرزِ زندگی مختلف ہے یہ خول جو اُنہوں نے اپنے اوپر چڑھایا ہوا ہے ایسا خول ہے جو اُنہیں عملِ صالح سے روکنے والا ہے اس لئے اِس خول سے نکلیں اور اِس حکم پر عمل کریں کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تبھی دعوت الی اللہ کے کام میں تیزی پیدا ہوگی ۔

اب میں خواتین کو ایک بات کہنی چاہتا ہوں کہ وہ ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ وہ صرف ایک معمولی ممبر جماعت کی نہیں ہیں کہ جن سے کسی فعل یا حرکت کے سرزد ہونے کی وجہ سے صرف اُن پر حرف آتا ہو بلکہ وہ جماعت کے ایک ایسے طبقے کی نمائندگی کر رہی ہیں جن کی زندگیوں سے آئندہ نسلوں کی زندگیاں وابستہ ہیں اور کوئی ترقی کرنے والی قوم اپنی نسل کو ایسے ہاتھوں میں نہیں دیکھ سکتی جو جہالت کی طرف لے جانے والے ہوں ۔ پس ہر احمدی عورت کو اس بات کو مدّ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس کا ہر فعل اور عمل عمل صالح کی تصویر پیش کرتا ہو ۔ دلوں کے کینوں کو دلوں سے نکال کر باہر پھینکیں ۔ دوسروں کی ٹوہ میں رہ کر اُن کے نقائص اور کمزوریوں کو تلاش کرنے کے بجائے دوسروں کی خوبیاں تلاش کریں۔دوسروں سے تکبر سے پیش آنے کے بجائے ہر ایک دوسرے کے لیے دِلی نرمی اور محبت رکھنے والی ہو۔بے مقصد چغلیوں کی مجالس کے بجائے اللہ کے ذکر سے معطر رہنے والی مجالس لگائیں۔اپنے آپ کو مغرب کے ماحول میں ڈھال کر اس جواب کو صحیح نہ سمجھیں کہ جیسا دیس ویسا بھیس ۔اگر آپ کا یہ بھیس اس طریق اور رنگ

روپ کی عکاسی کر رہا ہے جو امریکہ میں رہنے والے ایسے لوگوں کا ہے جو خدا سے دُور ہٹے ہوئے ہیں، جو اپنے پیدا کرنے والے کو بھول چکے ہیں تو پھر جب تک آپ اصلاح نہیں کرتیں اس قابل نہیں ہیں کہ اس امام کی جماعت میں رہیں جو اصلاح کرنے کے لئے آیا تھا بلکہ اس قابل ہیں کہ کاٹی جائیں۔ پس ہر ایک اپنے جائزے لے اپنی ظاہری حالتوں کے بھی اپنی عبادتوں کے بھی۔ اگر اپنے معیاروں میں کمی دیکھیں تو فکر کریں کہ کس طرف جا رہی ہیں۔ یہ مجالس کی لغویات اور یہ ظاہری حالتیں نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کی گودوں میں پلنے والی نسلوں کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں اگر چند ایک بھی ہوں تو اس گندی مچھلی کی طرح وہ پورے تالاب کو خراب کرنے والی ہیں۔ اس لئے اپنے ماحول کے جائزے لے لیں اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو اس حالت سے بچائیں۔ آپ کی عبادتوں کے معیار اونچے ہوں گے تو آپ کی نسلیں بھی خدائے واحد کی عبادت گزار ہوں گی اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا کے اس ملک میں جہاں دنیا داری انتہا کو ہے آپ لوگ اپنے آپ کو ہر شر سے محفوظ کر سکیں۔ یاد رکھیں کہ دنیا کی نعمتوں سے فائدہ بھی اس حد تک اٹھائیں جس حد تک آپ اور آپ کے پیدا کرنے والے کی راہ میں وہ حائل نہ ہوں ورنہ ابو اعظم کہتے ہیں کہ ہر وہ نعمت جو انسان کو خدا سے قریب نہ کرے ایک آزمائش ہے اور یہ نہ ہو کہ یہ آزمائش آپ کو صالح عمل نہ کرنے کی وجہ سے خدا سے اتنا دُور لے جائے کہ واپسی کے تمام راستے بند ہو جائیں۔ بعض خطوط مجھے آتے ہیں بچوں کے بگڑنے کے اگر بچپن سے ہی توجہ دی جاتی اور اپنے عملی نمونے بچوں کے سامنے رکھے جاتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔ ماں باپ کو تو بچوں کی پیدائش سے لے کر بلکہ پیدا ہونے سے پہلے سے لے کر ہی اپنی زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے، آمین۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں واقفین نو بچوں سے بھی مخاطب ہوتا ہوں۔ ابھی یہاں آنے سے پہلے میں نے ٹی وی آن کیا تو مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس سال امریکہ سے بھی پانچ واقفین نو جامعہ احمدیہ کینیڈا کے لئے جا رہے ہیں مبلغ بننے کے لئے۔ اللہ کرے اور بھی ملتے رہیں۔ کیونکہ امریکہ میں دفتری رپورٹ کے مطابق پانچ سو چونتیس واقفین نو ہیں جن میں سے پندرہ سال سے اوپر لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد ایک سو اٹھائیس ہے۔ یہ عمر جو پندرہ سال کی ہے ایک ایسی عمر ہے جو پوری ہوش و حواس کی عمر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک خاصی تعداد تیرہ چودہ سال کے بچوں کی بھی ہوگی اور یہ بھی ہوش و حواس والی عمر ہے۔ اور اس میں بننے اور بگڑنے کے امکانات ہوتے ہیں جس طرف آپ چل پڑیں۔ اس لئے یہ واقفین نو یاد رکھیں کہ ان کے ماں باپ نے ایک عہد خدا سے باندھا اور مجھے امید ہے کہ انہوں نے اس عہد باندھنے کے بعد دعا بھی کی ہوگی اور واقفین نو کی اس عمر تک پہنچنے تک ایسی تربیت بھی کی ہوگی کہ آپ بچے جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں تو اس وقف نو کی اہمیت کا احساس ہر وقت دل میں رکھیں۔ آپ کے ذہنوں میں یہ بات ہوگی اس تربیت کی وجہ سے کہ جس عہد کو آپ کے والدین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھا ہے اسے آپ نے پورا کرنا ہے اور اپنے آپ کو اس مغربی ماحول کی نام نہاد آزادیوں سے بچانا ہے۔ اپنی انفرادیت قائم رکھتے ہوئے نمونہ بننا ہے۔ اس عہد کی تجدید کرنی ہے کہ جو عہد ہمارے ماں باپ نے کیا تھا ہم اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ جماعت کے لئے مفید وجود بننے کی کوشش کریں گے۔ تو یہ جو پانچ اس سال گئے ہیں، امریکہ سے ہمیں اب اور بھی زیادہ واقفین نو بچوں کی ضرورت ہے جو مبلغین کی کلاسوں میں شامل ہو سکیں، جو وہاں کی ضرورت کو پورا کر سکیں۔ دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں، ہو سکتا ہے کہ باہر کی دنیا سے وہاں مبلغین نہ جا سکیں۔ اس لئے ہر ملک نے اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ واقفین بچوں کو خود بھی اس بارے میں اپنے ذہنوں کو تیار کرنا چاہئے اور جماعت کو بھی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ آپ جو وہاں کے ماحول میں پلے بڑھے بچے ہونگے، زیادہ بہتر طور پر اس کام کو سر انجام دے سکیں گے۔ اور ان بچوں میں جو واقفین نو جامعہ میں جا رہے ہیں، مجھے یہ بھی دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ایک افرو امریکن بچہ بھی تھا جو مبلغ بن کر انشاء اللہ نکلے گا۔ آپ لوگ یاد رکھیں کہ وہاں کے ماحول کو جاننے کی وجہ سے، آپ لوگ بہتر طور پر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکتے ہیں اس لئے زیادہ سے زیادہ اس میدان میں آنے کی کوشش کریں۔ اپنی

عبادتوں کی بھی اس عمر میں حفاظت کریں اور اپنے اعمال کی بھی فکر کریں۔ اپنی زندگیوں کو ایسا ڈھالیں کہ آپ میں اور غیر واقف بچوں میں ایک فرق نظر آئے۔اس طرح جو واقفات نو بچیاں ہیں وہ مختلف زبانوں میں عبور حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آئندہ ایک بہت بڑا بوجھ آپ لوگوں کے کندھوں پر پڑتا ہوا نظر آرہا ہے جس کو آپ نے اٹھانا ہے۔اس لئے ابھی سے ،جیسا کہ میں نے کہا ہے، جماعت منصوبہ بندی کرے۔اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

گزشتہ چند سالوں میں جس طرح جماعت احمدیہ امریکہ نے مالی قربانی میں ترقی کی ہے اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہا ہے، وہ یقیناً اس بات کا آئینہ دار ہے کہ باوجو اس دنیاداری کے ماحول کے دین کی مدد کے لئے آگے بڑھنے کا جذبہ جماعت احمدیہ امریکہ میں موجود ہے۔1998 میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے چندوں میں کمزوری کی وجہ سے توجہ دلائی تھی جماعت امریکہ کو تو غیر معمولی توجہ پیدا ہوئی۔پھر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کا جب میں نے ذکر کیا تو میری امید سے بڑھ کر امریکہ کے مخلصین نے توجہ کی۔یہ یقیناً ان کے اخلاص و وفا کی نشاندہی کرتا ہے۔اس لئے مجھے آپ کے اخلاص و وفا میں کسی بھی جماعت سے کم ہونے کا کوئی خیال نہیں ہے۔بعض خاص امور کی طرف توجہ اس لئے دلائی جاتی ہے کہ ایک جوش اور جذبے کے ساتھ مزید بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ صرف محدود طریق پر نہیں بلکہ وسیع پیمانے پر اب دعوت الی اللہ کی طرف بھی جماعت احمدیہ امریکہ توجہ دے گی۔تا کہ دنیا کے اس خطے کے رہنے والوں کو جس حد تک اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ کیا جا سکتا ہے کیا جا سکے۔کل کو امریکہ میں رہنے والے احمدیوں پر یہ الزام نہ آئے کہ احمدیوں نے ہم تک پیغام پہنچانے میں سستی کی۔پس دعوت الی اللہ کے روایتی پروگراموں سے ہٹ کر اس کے علاوہ بھی نئے راستے تلاش کریں۔اللہ تعالیٰ ہر طبقے کو اس کی ذمہ داری نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔امریکہ جماعت کا ہر فرد، مرد، عورت، بچہ، جوان احمدیت کا عملی نمونہ بن جائے۔جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرا پروگرام ملتوی ہونے کی وجہ سے کئی خطوط اخلاص و وفا کے اظہار کے آئے ہیں۔نوجوانوں کی طرف سے بھی مردوں کی طرف سے بھی عورتوں کی طرف سے بھی بچوں کی طرف سے بھی اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے ان کو اپنی وفاؤں میں مزید بڑھاتا چلا جائے۔خلافت سے ہر احمدی کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط کرتا چلا جائے۔اور یہ مضبوطی بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اس سے دعائیں مانگنے سے ہوگی۔مزید بہتر ہوگی۔پھر میں ان خدام اور کارکنات بچوں دوسرے جو عورتیں یا جتنے بھی ڈیوٹی دینے والے ہیں مختلف جگہوں پر جو کام کرتے رہے میری تیاری کے سلسلے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے دورے کی وجہ سے اپنے کاموں سے کاروباروں سے رخصتیں لیں۔مسجدوں اور مشن ہاؤسوں کی صفائی اور تیاری میں انتہائی محنت سے کام کیا۔بعض کے بڑے جذباتی خطوط بھی آئے۔اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو جزا دے جنہوں نے اپنے کاموں کا حرج کر کے مالی نقصان اٹھایا اسے اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ پورا فرمائے۔اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر جو کام ہوتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔اسی طرح جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں بھی لوگوں نے کام کیا اور پھر اس منصوبے کو میرے دورہ نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹے پیمانے پر بھی لے کے آئے اور بڑی جلدی تبدیلی ہوگئی۔بہر حال وہاں بھی کام کرنے والوں کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس طرح وہاں اس دفعہ کافی بڑا وسیع انتظام تھا۔اللہ تعالیٰ سب پر اپنا رحم فرمائے۔آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع و خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے ہم تجربے سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔پس دعاؤں پر زور دیں کبھی مایوسی کو پاس نہ پھٹکنے دیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی نیک خواہشات کو پورا فرمائے۔ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے ہمیشہ حصہ پاتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنتے رہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے سامان بھی مہیا فرمائے جب ہم آمنے سامنے بیٹھ کر سن اور بول سکیں ایک دوسرے کو دیکھ سکیں اور باتیں کر سکیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔اب دعا کر لیں۔

آخری قسط

ہمارا جلسہ سالانہ اور اس کی تاریخ

مرتبہ : حبیب الرحمٰن زیروی

بارھواں جلسہ سالانہ 1903

منعقدہ 26، 27 دسمبر 1903 بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

''26 دسمبر کو بعد نماز ظہر حضرت مسیح موعودؑ نے بیت الاقصیٰ میں ایک تقریر فرمائی جس میں سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض بیان فرمائی نیز حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا وہ ایک اسوہ چھوڑ گئے ہیں اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ اس قسم کی شہادت واقع ہوئی ہے کہ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ملنی محال ہے جماعت کو چاہیئے اس کتاب (تذکرۃ الشہادتین) کو بار بار پڑھیں اور فکر کریں اور دعا کریں کہ ایسا ہی ایمان حاصل ہو۔ علاوہ ازیں جماعت کو نصائح فرمائیں۔

27 دسمبر کو حضرت مولانا محمد احسن صاحب امروہی نے اپنی تصنیف ''سر الشہادتین فی بیان ذبح الشاتین'' پڑھ کر سنائی۔ مسجد احباب سے پُر تھی لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے کہ کس طرح آگے بڑھیں اور سنیں لیکن جگہ نہ ملتی تھی۔

اسی روز بعد نماز عصر حضرت مسیح موعودؑ نے بھی تقریر فرمائی۔

25 دسمبر کو ہی بہت سے احباب بیرون جات سے قادیان پہنچ چکے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے مہتمم لنگر خانہ میاں نجم الدین صاحب کو بلا کر تاکیداً فرمایا:

''دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو تم پر حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی کے گھر مکان میں سردی ہو تو لکڑی کوئلہ کا انتظام کردو۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 492)

تیرھواں جلسہ سالانہ 1904

منعقدہ 29، 30 دسمبر 1904 بمقام بیت الاقصیٰ قادیان

''دسمبر کے آخری ہفتہ میں چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہیں اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع مل جاتا ہے اس لئے ان ایام میں قادیان میں مہمانوں کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گزارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفروں میں بہت لوگوں کو شرف نیاز حاصل ہو چکا تھا۔ ان دنوں دارالامان آنے والے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور، کپورتھلہ، لودھیانہ، کریام ضلع جالندھر، بنگہ ضلع جالندھر، کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور، سڑوعہ شاہ پور، سیالکوٹ، ضلع فیروز پور، امرتسر، میرٹھ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آ گئے تھے۔ سوئے اتفاق حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی اور حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ میں نصیب اعدا بیمار رہتے ہیں اس لئے امسال دسمبر کے آخری ایام جو دارالامان میں غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش

کے ایام ہوتے ہیں اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ خدا تعالیٰ کا مامور جو مہبطِ وحی الٰہی ہے اپنی دعاؤں اور توجہ عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریروں اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً دس بجے سے گیارہ بجے تک تشریف لاتے رہے۔ 29 دسمبر 1904 کو خدام کی درخواست اور التجاء پر حضورؑ نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے۔

نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودھیانوی نے دو لڑکوں کو پیش کیا جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے ہیں انہوں نے چپکا رحق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ میں پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی۔

بعد نماز ظہر حضرت مسیح موعودؑ نے تقریر فرمائی جس میں حضور نے اصلاح نفس کے تین طریقے اوّل گناہ سے بچنے کی کوشش دوم دعا اور تیسرے صحبت صادقین بیان فرمائے نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

حضورؑ نے فرمایا:

خاتمہ بالخیر ہو

''میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو میں پہلے کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔

خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کانٹے ہیں جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے یہ بے ہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بے ہوشی تو نہیں ہوتی جو بچپن میں تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بے ہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آ جاتا ہے اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آ جاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگ اس زمانہ میں بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں 60 یا 70 سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آ جاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہو جاتا ہے اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہی تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کیلئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔

(الحکم 10 جنوری 1905)

30 دسمبر کو بعد نماز جمعہ حضور نے تقریر فرمائی جس میں انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون تھا۔

(بدر یکم جنوری 1905)

جلسہ سالانہ 1904 کے موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو پر معارف تقاریر فرمائیں وہ بعد میں '' حضرت اقدس کی تقریریں'' کے نام سے شائع کی گئیں۔

چودھواں جلسہ سالانہ 1905

منعقدہ 26 تا 29 دسمبر 1905 بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

'' یہ ہفتہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کے بڑے برکات اور رحمتوں کے نزول کا ہفتہ ہوتا ہے۔ کیونکہ احباب تمام مختلف شہروں کے کثرت سے جمع ہیں اور حضرت مسیحؑ کی توجہ جماعت کے تزکیہ کی طرف بالخصوص متوجہ ہے ایسے ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا بڑی خوش قسمتی کا موجب ہے مختلف شہروں اور بستیوں کے احباب کا ایک دوسرے کے ساتھ تعارف پیدا کرنے کا بھی اعلیٰ موقعہ ہے اور اہم امور قومی کے فیصلہ کرنے کے واسطے بھی

بہت عمدہ دن ہیں ۔ 22 تاریخ سے احباب کی آمد شروع ہو گئی۔اور 25‘26 تک ایک بڑا جلسہ جمع ہو گیا۔ تمام مکانات مہمان خانہ مدرسہ نیا مہمان خانہ اور مسجدیں احباب سے پر ہو گئی ہیں ۔ظہر اور عصر کی نمازیں مسجد اقصیٰ میں جمع ہوتی ہیں حضرت اقدس خود بھی بڑی مسجد کو نماز کے واسطے تشریف لے جایا کرتے ہیں اور کلمات طیبات سے عاشقان زار کو سیراب کرتے ہیں۔

26 کی صبح کو آپ نے ایک بڑے مجمع میں دو گھنٹہ تک ایک مفصل تقریر کی جس میں خدام کو اس طرف بہت توجہ دلائی کہ اپنے آپ کو خدا کی مرضی کی راہ میں قربان کر دیں اور قرآن شریف کے پہلے رکوع کی الٓمّٓ سے لے کر مفلحون تک ایک نئی اور لطیف تفسیر کی جس میں یہ دکھایا کہ ان آیات میں ہدایت کا ایک خاص وعدہ ایسے لوگوں کو دیا گیا ہے جو غائب پر ایمان رکھتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں خدا کے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں خدا کی کتب پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ایسے لوگوں کے واسطے ایک نئی ہدایت کا وعدہ ہے اور وہ ہدایت یہ ہے کہ جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی بن دیکھے خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرتے ہیں ان کو درجہ شہود عطا کیا جاتا ہے گویا وہ خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور جو لوگ تکلف سے نماز کو کھڑا کرتے ہیں ان کو نماز میں ایک لذت عطا کی جاتی ہے جس سے ان کی نماز قائم ہو جاتی ہے اور جو خدا کی راہ میں کچھ دیتے ہیں ان کو رفتہ رفتہ وہ درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ سارے کے سارے خدا کے ہو جاتے ہیں اور جو خدا کی گزشتہ وحی پر ایمان لاتے ہیں ان کو یہ ترقی ملتی ہے کہ وہ خود وحی پانے کے قابل کئے جاتے ہیں۔ پھر وہ مفلحون میں شامل ہو جاتے ہیں۔

26/دسمبر کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا صندوق جنازہ نکالا گیا اور نئے مقبرہ بہشتی میں دفن کے واسطے شام کے قریب تمام احباب ساتھ ہو کر جنازہ اٹھا کر باغ میں لے گئے حضرت بھی جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے 27 دسمبر کی صبح کو مولوی صاحب کا جنازہ پڑھا گیا اور نئی قبر میں صندوق رکھا گیا قبر کے پاس 26 تاریخ کو ثاقب صاحب ساکن مالیر کوٹلہ نے مولوی صاحب مرحوم کے حالات پر ایک نظم حضرت کی خدمت میں پڑھ کر سنائی۔ یہ پہلا بہشتی ہے جو اس مقبرہ میں دفن ہوا۔ دفن کرنے سے پہلے حضرت نے بمعہ خدام جنازہ پڑھایا جس کی تحریک اس طرح سے ہوئی کہ مرحوم کی زوجہ کلاں نے آج رات خواب میں مرحوم کو دیکھا اور مرحوم نے فرمایا کہ میرا جنازہ پڑھا جاوے چنانچہ اس خواب کی تعمیل میں دوبارہ جنازہ پڑھا گیا۔ حضرت نے فرمایا جنازہ بھی دعا ہے۔خواب کو پورا کر دینا اچھا ہے۔

27 دسمبر 1905 نماز ظہر وعصر مسجد اقصیٰ میں جمع کر کے پڑھی گئیں۔اس کے بعد حضرت اقدس نے ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک تقریر فرمائی جس میں آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ ہم میں اور دیگر مسلمانوں میں کیا فرق ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے کیوں مامور کیا ہے اور ایک نئی جماعت کی بنیاد کیوں رکھی ہے اس ضمن میں آپ نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے درمیان یہی فرق ہے کہ ہم وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ حیات مسیح کے قائل ہیں اگر صرف اتنی ہی بات ہوتی تو اس کے واسطے ایک شخص خاص کو مامور کرنے اور ایک علیحدہ جماعت بنانے کی ہرگز ضرورت نہ پڑتی ہاں یہ سچ ہے کہ یہ ایک بڑی غلطی ہے جو اس وقت مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے اور یہ غلطی دراصل آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد شروع ہو گئی تھی اور اکثر عوام اور خواص بھی اس میں شامل تھے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک راز تھا کہ اس لئے یہ بات سب سے مخفی رکھی لیکن اس میں وہ لوگ گنہگار اور خطا کار نہ تھے جو پہلے گزر گئے ہاں اس زمانہ میں یہ غلطی بہت ہی بڑھ گئی ہے اور اس کا فساد بہت خوفناک ہو گیا ہے اور اس کے ذریعہ سے مذہب عیسوی کو بڑی بھاری امداد دی گئی ہے۔ اس واسطے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو ہی دُور کرنے کا ارادہ کیا ہے۔‘‘

(البدر 29 دسمبر 1905)

ایڈیٹر البدر کی رپورٹ ہے کہ

’’دارالامان میں سالانہ جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ بیرونی احباب اس مبارک موقعہ پر اس کثرت سے جمع تھے کہ جمعۃ المبارک کے دن مسجد اقصیٰ کا تمام بیرونی صحن مینار اور کنویں اور قبر کے اردگرد دونوں طرف باہر نکلنے کی سیڑھیوں تک لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور پھر بھی جگہ کی تنگی محسوس ہوتی تھی۔ حضرت مسیح

موعودؑ کی تین بڑی تقریریں ہوئیں۔ بہشتی مقبرہ کے انتظام کے واسطے ایک انجمن بنائی گئی ہے جس کا نام انجمن احمدیہ کار پرداز مصالح بہشتی مقبرہ رکھا گیا ہے اس انجمن کے ٹرسٹیز حضرت اقدسؑ نے خود ہی نامزد فرمائے ہیں اس جلسہ میں بیرونی احباب میں سے زیادہ تر سیالکوٹ کے ضلع کے آدمی تھے جو اس ضلع کے بیرونی مقام کے سیکرٹری اخویم چوہدری مولا بخش صاحب کی کوشش کا نتیجہ تھا۔''

(البدر 10 جنوری 1906)

الحکم میں ایڈیٹر صاحب الحکم کی درج ذیل رپورٹ شائع ہوئی:

''دارالامان میں یوں تو دسمبر کا آخری ہفتہ ہمیشہ خاص رونق کا ہفتہ ہوتا ہے مگر امسال یہ ہفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک عجیب شاندار ہفتہ ہوگا۔ اس لئے کہ اسی ہفتہ میں دارالامان میں اشاعت اسلام کے متعلق ایک لانظیر اور ابدی طریق کی تجویز ہوئی۔ جس کا کسی قدر پتہ الحکم کے ناظرین کو اشتہار الوصیۃ کے پڑھنے سے لگ جائے گا۔ اس کے متعلق تفصیلی حالات آئندہ وقتاً فوقتاً شائع ہونگے۔

اسی ہفتہ میں ایک اور قابل قدر تجویز ہوئی جو بجائے خود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک زرّیں صفحہ ہوگی۔ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کی تجویز ہے ناظرین الحکم گزشتہ اشاعتوں میں بڑھ چکے تھے کہ حضرت اقدسؑ کی توجہ مدرسہ کی اصلاح کی طرف ہو رہی ہے آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام ہو کہ ایسے نوجوان اس سکول سے نکلیں جو اپنی زندگیاں خدمت و اشاعت اسلام کیلئے وقف کریں۔ احباب نے اس کے متعلق اپنی اپنی رائیں پیش کیں اور خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تقریر فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ کے ساتھ ایک دینیات کی جداگانہ شاخ کھولنے کی تجویز کی گئی۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علم غلام حسین اور عبدالرحمٰن نے اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کیں ان کی درخواستیں جو انہوں نے حضرت اقدسؑ کے حضور پیش کیں آئندہ شائع ہوں گی۔

مدرسہ کے اخراجات اور لنگر خانہ کی ضرورتوں کو قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ ہفتہ اس وجہ سے بھی سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں یادگار ہوگا کہ بہشتی مقبرہ کا باقاعدہ افتتاح 26 دسمبر 1905 کو ہوا۔ جبکہ مسلمانوں کے لیڈر مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کو اس مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔

یہ ہفتہ اس لحاظ سے بھی پہلا ہفتہ سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں اور یادگار ہوگا کہ اس میں سلسلہ کے متعلق باقاعدہ ضلع وار کمیٹیاں بنانے کی تجویز حضرت حجۃ اللہ کے بالمواجہ قوم کے سامنے پیش کی گئی۔ اس تجویز پر سب سے زیادہ خوشی الحکم کو ہے کہ وہ عرصہ سے چلّا رہا تھا کہ ایسی کمیٹیاں بنائی جاویں الحمدللہ اب اس کا وقت آ گیا اور باقاعدہ تحریک ہوگئی اور سیالکوٹ کی کمیٹی اس امر خاص میں اسوہ قرار دی گئی۔

خلاصہ یہ کہ بہت ہی مبارک ہفتہ ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت اور ترقی کیلئے عملی تجاویز سوچی گئی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ سال بہ سال اس جلسہ کو زیادہ مفید اور مؤثر بنانے کی سعی کی جائے گی۔''

خدا تعالیٰ کی تازہ وحی

26 دسمبر 1905

یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

ترجمہ۔ اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

فرمایا اس الہام میں خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپ کو چاند یہ ایک لطیف استعارہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ میں ایک زمانہ میں پوشیدہ تھا اور اس کی روشنی کے انعکاس سے میں ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ میں وہ خود پوشیدہ تھا پھر وہ روشنی جو مجھے دی گئی اس روشنی نے اس کو ظاہر کیا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَاضٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ یعنی چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنے والا ہے پس اس الہام میں اول خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں سورج قرار دیا اور اس کے انوار اور فیوض کے ذریعہ سے مجھ میں نور پیدا ہونا بیان فرمایا

اس لئے میں قمر کہلایا۔ پھر چونکہ میری روشنی ہے جو مجھے دی گئی اس کا نام روشن ہوا اس لئے اس بناء پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالیٰ نے آپ کو قمر قرار دیا کیونکہ وہ میرے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔ اور اس لئے اپنا زندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگوں پر نمایاں کیا یہ شمس و قمر کا خطاب الہام کے دوسرے حصہ کی تشریح ہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔

الہام دوم۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّکَ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔

ترجمہ ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ تیرے لئے نافلہ ہے وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(ایام جلسہ دسمبر 1905)

''باہر بہشتی مقبرہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ذکر تھا فرمایا وہ اس سلسلہ کی محبت میں بالکل محو تھے۔ جب اوائل میں میرے پاس آئے تھے۔ تو سید احمد کے معتقد تھے کبھی کبھی ایسے مسائل پر میری ان کی گفتگو ہوئی۔ جو سید احمد کے غلط عقائد میں تھے اور بعض دفعہ بحث کے رنگ تک نوبت پہنچ جاتی مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک دن اعلانیہ کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ آج میں نے سب باتیں چھوڑ دیں۔ اس کے بعد وہ ہماری محبت میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ اگر ہم دن کو کہتے کہ ستارے ہیں اور رات کو کہتے کہ سورج ہے تو وہ کبھی مخالفت کرنے والے نہ تھے ان کو ہمارے ساتھ ایک پورا اتحاد اور پوری موافقت حاصل تھی کسی امر میں ہمارے ساتھ خلاف رائے کرنا وہ کفر سمجھتے تھے۔ ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی اور وہ اصحاب الصفہ میں سے ہو گئے تھے جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے پہلے سے اپنی وحی میں کی تھی ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو بیرونی و اندرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں اپنی عمر بسر کر دی باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی ان کے متعلق ایک خاص الہام بھی تھا۔ ''مسلمانوں کا لیڈر'' غرض میں جانتا ہوں کہ ان کا خاتمہ قابل رشک ہوا کیونکہ ان کے ساتھ دنیا کی ملونی نہ تھی جس کے ساتھ دنیا کی ملونی ہوتی ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا انجام نیک ان کا ہوتا ہے جو فیصلہ کر لیتے ہیں کہ خدا کو راضی کرنے میں خاک ہو جائیں گے۔''

(البدر 12 جنوری 1906)

دسمبر 1905 کا آخری ہفتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں غیر مسلم وفود

''ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں احمدی احباب مختلف شہروں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور قادیان میں ایک جلسہ کا رنگ ہو جاتا ہے اسی واسطے آریوں نے بھی چند سالوں سے قادیان میں سالانہ جلسہ کرنے کی تجویز کی ہوئی ہے۔ پہلے تو جھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کے ساتھ مباحثہ ہوگا اس واسطے دور و نزدیک کے آریہ تماش بینی کے واسطے آ جاتے تھے۔ مگر اب بھی خصوصاً ایسے آریہ مہاشے لیکچرار جمع ہو جاتے ہیں کہ اسلام کو گالیاں دینے میں خاص مشق اور ملکہ رکھتے ہیں اس واسطے آریوں کو خوش ہو جانے کا کچھ سامان مل ہی جاتا ہے ان باہر سے آنے والے آریوں میں سے ہر سال کوئی نہ کوئی جماعت ایسی بھی ہوتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے کہ ہم تو زیادہ تر آپ کے درشنوں کے واسطے آئے تھے اور ایسے لوگ عموماً نہایت ادب کے ساتھ بیٹھتے اور حضور کی باتیں سنتے ہیں۔ چنانچہ اس دفعہ بھی جلسہ آریہ کی چند جماعتیں متفرق اوقات میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتی رہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 674)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ سالانہ 1905 کے موقع پر جو تین پر معارف خطاب فرمائے ان کے ضروری نقاط حضور کے ہی الفاظ میں پیش خدمت ہیں۔

پہلے دن کا خطاب

26 دسمبر 1905

''تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو 26 / دسمبر 1905 کو قبل دوپہر آپ نے مہمان خانہ جدید میں بیان فرمائی۔فرمایا:

''میں نے یہ امر پیش کیا تھا کہ ہماری جماعت میں سے ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہوں اور اس لائق بھی ہوں کہ وہ ان حملوں کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر ہو رہے ہیں۔پورا پورا جواب دے سکیں۔اسلام کی اندرونی بدعات اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ ان کی وجہ اور جہالت سے ہم کافر ٹھہرائے گئے ہیں اور ہم ایسی کراہت کی نظر سے دیکھے گئے ہیں کہ حال کے مخالف علماء کے فتووں کے موافق ہماری جماعت مسلمانوں کے قبرستان میں بھی داخل ہونے کے قابل نہیں۔''

ہماری حالت۔مخالفت اور اس کی وجہ

''اندرونی طور پر یہ حالت ہے اور بیرونی دشمن اور مخالف ہمارے فرقہ سے اس درجہ مخالفت اور عداوت رکھتے ہیں اور اس حد تک ہم کو اور ہماری جماعت کو برا کہتے ہیں کہ گویا ہم سے ذاتی عداوت ہے اور کسی فرقہ سے ایسی عداوت نہیں۔عیسائی پادریوں کے سینہ پر بھاری پتھر یہی جماعت ہے آریوں کی نظر کے سامنے سخت دشمن ہم ہی معلوم ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے دو وجوہ معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ ان لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ کمربستہ ہو کر کفر اور مخالفوں کے طریق کو دور کرنا ہمارا ہی کام ہے ہم میں نفاق کا شوشہ نہیں پایا جاتا اور حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کی طرف سے آکر تبلیغ کرتا ہے اس میں نفاق ہوتا ہی نہیں پس ہم چونکہ ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے اور اظہار حق سے نہیں رُکتے اور نہیں دبتے اس لئے طبعاً ہم انہیں بُرے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا عکس دوسروں کے دل پر ضرور ملتا ہے اور انسان تو انسان حیوانات میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے''

''پس اس وعدہ الٰہی کو دیکھ کر ساری مخالفتیں اور عداوتیں ہیچ نظر آتی ہیں اگرچہ ہم مطمئن ہیں کہ یہ وعدے پورے ہوں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے وعدے سچے ہیں وہ پورے ہو کر رہتے ہیں کوئی انسان ان کو روک نہیں سکتا تاہم دنیا جائے اسباب ہیں اس لئے اسباب سے کام لینا چاہیئے۔''

تمسک بالاسباب

''دنیا میں لوگ حصول مقاصد کے لئے سعی کرتے ہیں اور اپنے اپنے رنگ پر ہر شخص کوشش کرتا ہے دیکھو ایک کسان کی خواہ کیسی ہی عمدہ زمین ہو آب پاشی کے لئے کنواں بھی ہو لیکن پھر بھی وہ تردّد کرتا ہے زمین کو جوتتا ہے قلبہ رانی کر کے اس میں بیج ڈالتا ہے پھر اس کی آب پاشی کرتا ہے حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور بہت کوشش اور محنت کے بعد وہ اپنا ماحصل حاصل کرتا ہے اسی طرح پر ہر قسم کے معاملات میں دنیا کے ہوں یا دین کے محنت مجاہدہ اور سعی کی حاجت اور ضرورت ہے۔''

اپنی جماعت کی موجودہ حالت

''میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی جب ہم کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو تھوڑے ہیں جو اس کو شرح صدر سے منظور کر لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو وہ ایسے فدائی اور جاں نثار تھے کہ جانیں دے دیں۔اب اگر اتنا ہی کہا جاوے کہ سودوسو کوس پر جاؤ اور وہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو۔تو پھر گننے منے لگ جاویں زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ جو کر دیں ہم کو منظور ہے لیکن جب کہا جاوے تو پھر ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں یہ نفاق ہوتا ہے میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ

منافقوں کی نسبت فرماتا ہے

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

یقیناً یادرکھو منافق کافر سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی وہ چھپاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت میں وہ اطاعت ہوتی جو ہونی چاہیئے تھی تو اب تک یہ جماعت بہت کچھ ترقی کر لیتی مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ ابھی تک کمزور ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ وہ میرا کہا نہیں مانتے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ برداشت نہیں کر سکتے اگر کوئی ابتلاء آ جاوے تو موت آ جاوے۔ جماعت کی ایسی حالت دیکھ کر دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔

قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ اب جو بار بار اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تیری اجل کے دن قریب ہیں۔ جیسا کہ یہ الہام ہے:

قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ وَلَا نُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْراً۔

ایسا ہی اردو زبان میں یہی فرمایا:

''بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔''

قبرستان کا اعلان کیوں ہوا؟

''غرض جب خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ اب تھوڑے دن باقی ہیں تو اسی لئے میں نے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے اور یہ تجویز میں نے محض اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے اس کی بنا ڈالی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تھی۔

یہ قبرستان کا امر بھی اس قسم کا ہے مومن اس سے خوش ہوں گے۔ اور منافقوں کا نفاق ظاہر ہو جائے گا میں نے اس امر کو جب تک تواتر سے مجھ پر نہ کھلا پیش نہیں کیا اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ آخر ہم سب مرنے والے ہیں اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چھوڑ جاتے ہیں وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ میں آتے ہیں مرنے کے بعد انہیں کیا معلوم اولاد کیسی ہو؟ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانوں اور زناکاری میں اور ہر قسم کے فسق و فجور میں تباہ کیا جاتا ہے اور اس طرح پر وہ مال بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتا ہے اور چھوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے جبکہ یہ حالت ہے تو پھر کیوں تم اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ نہ کرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو اور وہ یہی صورت ہے کہ تمہارا مال دین کا بھی حصہ ہو اسی سے فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہے تو اس بدی کا بھی تدارک ہو جائے گا جو اس مال کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو۔''

جماعت کی حالت

''غرض مجھے افسوس ہوتا ہے جب میں جماعت کو دیکھتا ہوں کہ یہ ابھی تھوڑے سے ابتلاء کے بھی لائق نہیں وجہ یہ ہے کہ ابھی تک وہ قوت ایمانی پیدا نہیں ہوئی جو ہونی چاہیئے ابھی تک جو تعریف کی جاتی ہے وہ خدا کی ستاری کرا رہی ہے۔''

دین کو دنیا پر مقدم رکھو

''یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں ہیں جن کی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولت مند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کے لئے

ہو جاتے ہیں پس تم اس امر کی طرف توجہ کرو نہ پہلے امر کی طرف اگر مَیں جماعت کی موجودہ حالت پر ہی نظر کروں تو مجھے غم ہوتا ہے کہ ابھی بہت کمزور حالت ہے اور بہت سے مراحل باقی ہیں جو اس نے طے کرنے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں جو اس نے مجھ سے کئے ہیں تو میرا غم اُمید سے بدل جاتا ہے منجملہ اس کے وعدوں کے ایک یہ بھی ہے جو فرمایا:

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(آل عمران :56)

یہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو قیامت تک میرے منکروں اور مخالفوں پر غلبہ دے گا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں ہر شخص محض میرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہوسکتا جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا متبعین میں داخل نہیں ہوسکتا پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا ایسی پیروی کہ گویا اطاعت میں فنا ہو جائے اور نقش قدم پر چلے اس وقت تک تابع کا لفظ صادق نہیں آتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں فنا ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والی ہو اس سے مجھے تسلی ملتی اور میرا غم اُمید سے بدل جاتا ہے۔

مجھے اس بات کا غم نہیں کہ ایسی جماعت نہ ہوگی؟ نہیں، جماعت تو ضرور ہوگی اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے ایسے لوگ ضرور ہوں گے مگر غم اس بات کا ہے کہ ابھی جماعت کچی ہے اور پیغامِ موت آ رہا ہے۔ گویا جماعت کی حالت اس بچہ کی سی ہے جس نے ابھی دو چار روز دودھ پیا ہو اور اس کی ماں مر جاوے۔''

خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو

''بہرحال خدا تعالیٰ کے وعدوں پر میری نظر ہے اور وہ خدا ہی ہے جو میری تسکین اور تسلی کا باعث ہے ایسی حالت میں کہ جماعت کمزور اور بہت کچھ تربیت کی محتاج ہے یہ ضروری امر ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اسی کو مقدم کر لو اور اپنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو نمونہ سمجھو ان کے نقش قدم پر چلو۔''

''اللہ تعالیٰ نے بعض کا حکم دیا کیونکہ کُل کے کُل تو اس مقصد کے لئے تیار نہیں ہوسکتے تھے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہے کہ بعض لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو تجارت، زراعت یا ملازمت کریں اور ایسے بھی ہونے چاہئیں جو دین کی تبلیغ کرنے والے ہوں تا کہ قوم آئندہ ٹھوکروں سے بچ جاوے یہ یاد رکھو کہ جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس میں جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہیں سکھایا گیا تھا اسے بھول جاتے ہیں جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم میں تقویٰ نہیں رہتا اور اس میں فسق و فجور اور ہر قسم کی بدکرداری شروع ہو جاتی ہے اور آخر اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے کیونکہ تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط

(فاطر :29)

یعنی اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خشیت اللہ کو پیدا کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہوگا اس میں ضرور خشیت اللہ پیدا ہوگی علم سے مراد میری دانست میں علم القرآن ہے اس سے فلسفہ و سائنس یا اور علوم مروجہ مراد نہیں کیونکہ ان کے حصول کے لئے تقویٰ اور نیکی کی شرط نہیں بلکہ جیسے ایک فاسق فاجر ان کو سیکھ سکتا ہے ویسے ہی ایک دیندار بھی لیکن علم القرآن بجز متقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو دیا ہی نہیں جاتا پس اس جگہ علم سے مراد علم القرآن ہی ہے جس سے تقویٰ اور خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جس قوم سے تمہیں مقابلہ پیش آوے اس مقابلہ میں تم بھی ویسے ہی ہتھیار استعمال کرو جیسے ہتھیار وہ مقابلہ والی قوم استعمال کرتی ہے اور چونکہ آجکل مذہبی مناظرہ کرنے والے لوگ ایسے امور پیش کر دیتے ہیں جن کا سائنس اور موجودہ علوم سے تعلق ہے

اس لئے اس حد تک ان علوم میں واقفیت اور دخل کی ضرورت ہے۔''

تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرو

''غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا تقویٰ بھی تب ہی پورا ہوتا ہے جب علم الٰہی اس کے ساتھ ہو اور وہ' وہ علم ہے جو کتاب اللہ میں مندرج ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کر سکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پرواہ نہ کرے اور تقویٰ کا مدار علم پر ہے۔''

متقی کی پہلی صفت

''پس یاد رکھو کہ متقی کے صفات میں سے **پہلی صفت** یہ بیان کی یُـؤْمِـنُـوْنَ بِالْغَیْبِ یعنے غیب پر ایمان لاتے ہیں یہ مومن کی ایک ابتدائی حالت کا اظہار ہے کہ جن چیزوں کو اس نے نہیں دیکھا ان کو مان لیا ہے غیب اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس غیب میں بہشت دوزخ حشر اجساد اور وہ تمام امور جو ابھی تک پردۂ غیب میں ہیں شامل ہیں۔ اب ابتدائی حالت میں تو مومن ان پر ایمان لاتا ہے لیکن ہدایت یہ ہے کہ اس حالت پر اسے ایک انعام عطا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا علم غیب سے انتقال کر کے شہود کی طرف آ جاتا ہے اور اس پر پھر ایسا زمانہ آ جاتا ہے کہ جن باتوں پر پہلے وہ غیب کے طور پر ایمان لاتا تھا وہ ان کا عارف ہو جاتا ہے اور وہ امور جو ابھی تک مخفی تھے اس کے سامنے آ جاتے ہیں اور حالت شہود میں انہیں دیکھتا ہے پھر وہ خدا کو غیب نہیں مانتا بلکہ اسے دیکھتا ہے اور اس کی تجلّی سامنے رہتی ہے۔''

متقی کی دوسری صفت

''متقی کی دوسری صفت یہ ہے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنے وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں متقی سے جیسے ہو سکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے یعنی کبھی اس کی نماز گر پڑتی ہے پھر اسے کھڑا کرتا ہے یعنی متقی خدا سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں اور نماز کو گرا دیتے ہیں لیکن یہ نفس کی اس کشاکش میں بھی نماز کو کھڑا کرتا ہے کبھی نماز گرتی ہے مگر یہ پھر اسے کھڑا کرتا ہے اور یہی حالت اس کی رہتی ہے کہ وہ تکلیف اور کوشش سے بار بار اپنی نماز کو کھڑا کرتا ہے یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت عطا کرتا ہے۔''

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں یہ عدل کے خلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور کسی قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امرِ الٰہی کے خلاف ہے۔''

لِلّٰہی وقف

'' مِـمَّـا رَزَقْـنٰـھُمْ روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے طبیب ہے وہ بھی داخل ہے مگر بموجب منشاء ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دے اور یہ لِلّٰہی وقف کہلاتا ہے۔''

''اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہنچتا ہے تو اس میں مِـمَّـا رہتا ہی نہیں کیونکہ جب تک وہ مِـمَّـا کی حد کے اندر ہے اس وقت تک وہ ناقص ہے اور اس علّت غائی تک نہیں پہنچا جو قرآنِ مجید کی ہے لیکن کامل اسی وقت ہوتا ہے جب یہ حد پر ہے اور اس کا وجود اس کا ہر فعل ہر حرکت و سکون محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ کا کمال یہی ہے جو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے منشاء کے موافق ہے۔''

’’استقامت بہت مشکل چیز ہے یعنی خواہ ان پر زلزلے آئیں فتنے آئیں وہ ہرقسم کی مصیبت اور دکھ میں ڈالے جاویں مگر ان کی استقامت میں فرق نہیں آتا ان کا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ ان پر خدا کے فرشتے اتریں اور انہیں بشارت دیں تم کوئی غم نہ کرو۔‘‘

جماعت سے خطاب

’’غرض جب کہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا میں آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اس کے متحقق نہیں ہوتی تو ہماری جماعت کو کس قدر فکر کرنا چاہئے کہ وہ ان باتوں کو جب تک حاصل نہ کرلیں اس وقت تک بے فکر اور مطمئن نہ ہو جاویں۔ میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پھل جو شیریں ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہیں آتا جیسے درخت کو پہلے پھول اور پتے نکلتے ہیں پھر اس کو پھل لگتا ہے جو سبز و پھل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پھر ایک اور پھل آتا ہے اس میں سے کچھ جانور کھا جاتے ہیں اور کچھ تیز آندھیوں سے گر جاتے ہیں آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کھانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تھوڑے ہوتے ہیں اسی طرح سے میں دیکھتا ہوں کہ یہ جماعت تو ابھی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے اور پتے بھی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پھل کھائیں ابھی تو سبزہ نکلا ہے جس کو ایک کتا بھی پامال کرسکتا ہے ایسی حالت میں حفاظت کی کس قدر ضرورت ہے پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔‘‘

اشاعت اسلام کیلئے کوشش کرو

’’اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ اس پہلو میں مالی ضرورتوں اور امداد کی حاجت ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسی ضرورتیں پیش آتی تھیں اور صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ ایسے وقتوں پر بعض ان میں سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتے اور بعض نے آدھا دے دیا اور اسی طرح جہاں تک کسی سے ہوسکتا فرق نہ کرتا مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتھ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھتے اور جنہیں نفسانیت اور خودغرضی سے کوئی نجات نہیں ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ ان پر ظاہر نہیں ہوا وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکھوں روپیہ دے دیتے ہیں اور بعض اپنی زندگیاں وقف کردیتے ہیں عیسائیوں میں دیکھا ہے کہ بعض عورتوں نے دس دس لاکھ کی وصیت کردی ہے پھر مسلمانوں کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھ بھی کرنا نہیں چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔‘‘

بہشتی مقبرہ کے قیام کا اعلان

’’یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور مرکر اس کے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آئندہ کے انہی دنوں میں ہم میں سے یہاں کون ہوگا اور کون آگے چلا جائے گا جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پھر کس قدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی میں قدرت اور طاقت رکھتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کریں اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصہ لیں گے یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اس نے تمہیں موقع دیا ہے یہ زندگی جس پر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے اور اس کی تیاری بھی یہاں ہی ہوتی ہے۔

عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ میں جنتی ہیں پھر اس کے متعلق الہام ہوا۔ اُنْزِلَ فِیْهَا کُلَّ رَحْمَةٍ اس سے کوئی نعمت اور رحمت

باہر نہیں رہتی اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے یہ صدی جس کے 23 سال گزرنے کو ہیں گزر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہے گا اور اگر نکما ہو کر رہا تو کیا فائدہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا صدقہ پہلے بھیجو یہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا لاف زنی سے کچھ بن نہیں سکتا۔ الوصیۃ اشتہار میں جو میں نے حصہ جائیداد کی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے میں نے دیکھا کہ کل بعض نے 1/6 کی کر دی ہے یہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ موت سر پر ہو۔ طاعون کا موسم سر پر آ رہا ہے زلزلہ کا خوف الگ دامن گیر ہے وہ تو بڑا ہی بیوقوف ہے جو اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے امن میں تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار اور اس کی رضا کا جویاں ہے۔''

مدرسہ کے قیام کا اعلان

''میں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑھے گی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے وہ ان مراتب اور مدارج کو نہ پائیں گے جو اس وقت والوں کو ملیں گے خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑھائے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ اس کے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعتِ اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں۔

ایسا ہی اس قبرستان کے ذریعہ بھی اشاعت اسلام کا ایک مستقل انتظام سوچا گیا ہے مدرسہ کے متعلق میری روح ابھی فیصلہ نہیں کر سکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں دخل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو آجکل کے طرز مناظرات میں پکے ہوں علوم جدیدہ سے بھی واقف ہوں کسی مجلس میں کوئی سوال پیش آ جاوے تو جواب دے سکیں اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اور مذہب والوں سے انہیں اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہ ہوں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پُر زور اور پُر شوکت الفاظ میں ظاہر کر سکیں میرے پاس اکثر ایسے خطوط آئے ہیں جن میں ظاہر کیا گیا تھا کہ آریوں سے گفتگو ہوئی یا عیسائیوں نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہیں دے سکے ایسے لوگ اسلام کی ہتک اور بےعزتی کا موجب ہو جاتے ہیں اس زمانہ میں اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں میں نے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضوں کا اندازہ کیا تھا تو میں نے دیکھا کہ اسلام پر تین ہزار اعتراض مخالفوں کی طرف سے ہوا ہے۔ پس یہ کس قدر ضروری امر ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔''

غیر ملکی زبانیں سیکھیں

''غرض اعتراض کرنے والوں کی یہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بے باکی کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں تیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کر سکیں ہم تو پا بگور ہیں اور اگر تیار نہ ہوں تو پھر مشکل پیش آتی ہے میرا مدعا اس قدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کریں خواہ کسی پہلو پر صادر کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کر کے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف انگریزی پڑھ لیں نہیں اور زبانیں بھی پڑھیں اور سنسکرت بھی پڑھیں تا کہ ویدوں کو پڑھ کر ان کی اصلیت ظاہر کر سکیں اس وقت وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہیں کوئی ان کا مستند ترجمہ نہیں۔ اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کر کے صادر کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے اصل بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہنچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قوموں میں تم

اسے پہنچانا چاہو ان کی زبانوں کی پوری واقفیت ہو ان کی زبانوں کی جب تک واقفیت نہ ہو اور ان کی کتابوں کو پڑھ نہ لیا جاوے مخالف پورے طور پر عاجز نہیں ہوسکتا۔"

خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کریں

"مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی بھی نہیں ہیں بہت ہی کم ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کے قویٰ اعلیٰ درجہ کے ہوں ورنہ اکثروں کو سل یا دق ہو جاتی ہے پس ایسے کمزور قویٰ کے لڑکے بہت محنت برداشت نہیں کر سکتے اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور بھی فکر دامن گیر ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لڑکے تیار کرنا چاہتے ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور وہ فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کے مشکلات ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس سوال پر بہت فکر کیا جاوے ہاں میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں ان کا آنا بھی بے سود نہیں ہے ان میں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے اس لئے اس موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا بھی مناسب نہیں ہے۔"

"چونکہ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اس لئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھے گا ایسی حالت میں تو یہ پتہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں ایک شخص کسی پادری سے بحث کر تا تھا اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے لَولَاکَ لَمَا پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔"

مدرسہ کی موجودہ حالت

"سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے اس طرح پر قرآن شریف پڑھا جاوے اور پھر حدیث اور اسی طرح پر ان کو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں تیار کی جاویں جو اس تقسیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں اگر یہ سلسلہ اس طرح پر جاری ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جائے گا یہ بھی یاد رہے کہ بیان کرنے والے تقسیم اوقات کے ساتھ بیان کریں اور پھر وہ ان بچوں سے امتحان لیں غرض میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ تم نے سن لیا ہے اور میری اصل غرض اور منشاء کو تم نے سمجھ لیا ہے اس کے پورا کرنے کے لئے جو تجاویز اور پھر ان تجاویز پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ بھی تم نے بیان کر دیئے ہیں اور میں سُن چکا ہوں میں مدرسہ کی موجودہ صورت کو بھی پسند کرتا ہوں اس سے نیک طبع بچے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے جاتے ہیں۔"

علوم جدیدہ بھی حاصل کریں

"وہ بچے جو پاس اور فیل کی پرواہ نہ رکھیں بلکہ ان کی غرض خدمت دین کے لئے تیار ہونا ہو اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں ایسے بچوں کے لئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کے لئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدید سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہہ دیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تا کہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں اور ان کی تقریر کا اثر زائل نہ ہو جاوے محض اس وجہ سے کہ وہ بے خبر ہیں۔"

"میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع مل جاوے کہ وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاوے گا اس لئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو آپ لوگ اس کی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑا نہ جاوے ان کے لئے تو تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کے واسطے قرار دیا جاوے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب کے سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہوسکتا ہے ہاں اگر ان میں سے ایک بھی نکل آوے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاوے گی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑ سکیں گے۔"

ہماری کسی سے دشمنی نہیں

''یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیرخواہ اور ہمدرد ہم ہیں لیکن کیا کریں ہمارا مسلک اس جراح کی طرح ہے جس کو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس پر مرہم لگاتا ہے بےوقوف مریض پھوڑے کے چیرنے کے وقت شور مچاتا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب تک وہ چیرا نہ دیا جاوے گا اور اس کی آلائش دُور نہ کی جاوے گی وہ اپنا فساد اور بڑھائے گا اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔ اسی طرح پر ہم مجبور ہیں کہ ان کی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں گے تو کیا بن سکتے ہیں؟
رویا میں سب امور ہست ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات روحانی امور جسمانی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ میری وہ رویا ہے جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے جس میں سیاہی کے چھینٹے گرتے پر پڑے تھے اور وہ گرتا اب تک موجود ہے عجیب در عجیب اسرار ہیں جن کا ان پر ایمان نہیں وہ ایمان ہی کیا ہے؟ دین وہی ہے جو روحانیت سکھاتا ہے اور آگے قدم رکھواتا ہے۔ میں افسوس نہیں کرتا کہ ایسی بری حالت کیوں ہوئی ہے؟ جو اس وقت نظر آرہی ہے یہ سب اسلام کے کمالات کے ظہور کی خاطر ہوا۔ بت پرستی سے دست برداری کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم پیدا کر دی یہ لوگ اسلام کی ڈیوڑھی پر ہیں ایک غیب کا دھکا لگے گا تو تمہارے بھائی ہو جائیں گے۔''

(الحکم 10-17-24 جنوری 1905)

بعد نماز ظہر دوسرے دن کا خطاب

27دسمبر 1905

''احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے''

''اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے 27/دسمبر 1905 کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔ 26/دسمبر 1905 کی صبح کو مہمان خانہ جدید کے بڑے ہال میں احباب کا ایک بڑا جلسہ اس غرض کے لئے منعقد ہوا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کے سوال پر غور کریں اس میں بہت سے بھائیوں نے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ ان تقریروں کے ضمن میں ایک بھائی نے اپنی تقریر میں کہا کہ:

''جہاں تک مَیں جانتا ہوں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اسی قدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں اس کے سوا اور کوئی نیا امر ایسا نہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان اصولی طور پر قابل نزاع ہو''۔

اس سے چونکہ کامل طور پر سلسلہ کی بعثت کی غرض کا پتہ نہ لگ سکتا تھا بلکہ ایک امر مشتبہ اور کمزور معلوم ہوتا تھا اس لئے ضروری امر تھا کہ آپ اس کی اصلاح فرماتے۔ چونکہ اس وقت کافی وقت نہ تھا اس لئے 27/دسمبر کو بعد ظہر وعصر آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنی بعثت کی اصل غرض پر کچھ تقریر فرمائیں۔ آپ کی طبیعت بھی ناساز تھی تاہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔'' (ایڈیٹر الحکم)

سلسلہ کے قیام کی وجہ

فرمایا:

''افسوس ہے اس وقت میری طبیعت بیمار ہے اور میں کچھ زیادہ بول نہیں سکتا لیکن ایک ضروری امر کی وجہ سے چند کلمے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کل میں نے سنا تھا کہ کسی صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان فرق موت و حیات مسیح علیہ السلام کا ہے ورنہ ایک ہی ہیں اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کا قدم بھی حق پر ہے یعنی نماز روزہ اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ہیں اور وہ سب اعمال بجالاتے ہیں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارہ میں ایک غلطی پڑ گئی تھی جس کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ پیدا کیا سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح

نہیں یہ تو سچ ہے کہ مسلمانوں میں یہ غلطی بہت بری طرح پیدا ہوئی ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میرا دنیا میں آنا صرف اتنی ہی غلطی کے ازالہ کے لئے ہے اور کوئی خرابی مسلمانوں میں ایسی نہ تھی جس کی اصلاح کی جاتی بلکہ وہ صراط مستقیم پر ہیں تو یہ خیال غلط ہے میرے نزدیک وفات یا حیات مسیح ایسی بات نہیں کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا سلسلہ قائم کرتا اور ایک خاص شخص کو دنیا میں بھیجا جاتا اور اللہ تعالیٰ ایسے طور پر اس کو ظاہر کرتا جس سے اس کی بہت بڑی عظمت پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ دنیا میں تاریکی پھیل گئی ہے اور زمین لعنتی ہوگئی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی غلطی کچھ آج پیدا نہیں ہوگئی بلکہ یہ غلطی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پیدا ہو گئی تھی اور خواص اولیاء اللہ صلحاء اور اہل اللہ بھی آتے رہے اور لوگ اس غلطی میں گرفتار رہے اگر اس غلطی ہی کا ازالہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس وقت بھی کر دیتا مگر نہیں ہوا اور یہ غلطی چلی آئی اور ہمارا زمانہ آ گیا اس وقت بھی اگر نری اتنی ہی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک سلسلہ پیدا نہ کرتا کیونکہ وفات مسیح ایسی بات تو تھی ہی نہیں جو پہلے کسی نے تسلیم نہ کی ہو پہلے سے بھی اکثر خواص جن پر اللہ تعالیٰ نے کھول دیا یہی مانتے چلے آئے مگر بات کچھ اور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے یہ سچ ہے کہ مسیح کی وفات کی غلطی کو دور کرنا بھی اس سلسلہ کی بہت بڑی غرض تھی لیکن صرف اتنی ہی بات کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھ کو کھڑا نہیں کیا بلکہ بہت سی باتیں ایسی پیدا ہو چکی تھیں اگر ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ ایک سلسلہ قائم کر کے کسی کو مامور نہ کرتا تو دنیا تباہ ہو جاتی اور اسلام کا نام ونشان مٹ جاتا!!''

وفات مسیح کا مسئلہ حل ہو چکا ہے

''یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ جب چاہتا ہے کسی بھید کو مخفی کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح اس نے اس بھید کو اپنے وقت تک مخفی رکھا مگر اب جبکہ آنے والا آ گیا اور اس کے ہاتھ میں اس سرّ کی کلید تھی اس نے اسے کھول کر دکھا دیا اب اگر کوئی نہیں مانتا اور ضد کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ غرض وفات مسیح کا مسئلہ اب ایسا مسئلہ ہو گیا ہے کہ اس میں کسی قسم کا اخفاء نہیں رہا بلکہ ہر پہلو سے صاف ہو گیا ہے قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے احادیث وفات کی تائید کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت یحییٰؑ کے ساتھ دیکھنا۔''

''پس اس وقت چاہا ہے کہ مسلمان متنبہ ہو جاویں کہ ترقی اسلام کے لئے یہ پہلو نہایت ہی ضروری ہے کہ مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زور دیا جاوے اور وہ اس امر کے قائل نہ ہوں کہ مسیح زندہ آسمان پر گیا ہے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالف اپنی بدقسمتی سے اس سرّ کو نہیں سمجھتے اور خواہ نخواہ شور مچاتے ہیں کاش یہ احمق سمجھتے کہ اگر ہم سب مل کر وفات پر زور دیں گے تو پھر یہ مذہب (عیسائی) نہیں رہ سکتا۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی اس موت میں ہے خود عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو کہ جب یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ مر گیا ہے تو ان کے مذہب کا کیا باقی رہ جاتا ہے؟ وہ خود اس امر کے قائل ہیں کہ یہی ایک مسئلہ ہے جو ان کے مذہب کا استیصال کرتا ہے مگر مسلمان ہیں کہ مسیح کی حیات کے قائل ہو کر ان کو تقویت پہنچا رہے ہیں اور اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔''

''عیسائیوں کا جو ہتھیار اسلام کے خلاف تھا اسی کو ان مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی ناسمجھی اور کم فہمی سے چلا دیا جس سے اسلام کو اس قدر نقصان پہنچا مگر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر اس سے ان کو آگاہ کر دیا اور ایسا ہتھیار عطا کیا جو صلیب کے توڑنے کے واسطے بے نظیر ہے اور اس کی تائید اور استعمال کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید سے اس موت مسیح کے ہتھیار نے صلیبی مذہب کو جس قدر کمزور اور سست کر دیا ہے وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں رہی عیسائی مذہب اور اس کے حامی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی فرقہ اور سلسلہ ان کے مذہب کو ہلاک کر سکتا ہے تو وہ یہی سلسلہ ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ایک اہل مذہب سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں مگر اس سلسلہ کے مقابلہ میں نہیں آتے بشپ صاحب کو جب مقابلہ کی دعوت دی گئی تو ہر چند اس کو بعض انگریزی

اخباروں نے بھی جوش دلایا مگر پھر بھی وہ میدان میں نہیں نکلا اس کی یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس عیسائیت کے استیصال کے لئے وہ ہتھیار ہیں جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے۔''

''اس کے علاوہ ان غلطیوں اور بدعات کو دور کرنا بھی اصل مقصد ہے جو اسلام میں پیدا ہو گئی ہیں یہ قلت تدبر کا نتیجہ ہے اگر یہ کہا جاوے کہ اس سلسلہ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اگر موجودہ مسلمانوں کے معتقدات میں کوئی فرق نہیں آیا اور دونوں ایک ہی ہیں تو پھر کیا خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو عبث قائم کیا ایسا خیال کرنا اس سلسلہ کی سخت ہتک اور اللہ تعالیٰ کے حضور ایک جرأت اور گستاخی ہے۔''

بدعات سے اجتناب کریں

''میں سچ کہتا ہوں کہ یہ صرف قلت تدبر کا نتیجہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ اگر صرف ایک ہی بات ہوتی تو اس قدر محنت اٹھانے کی کیا حاجت تھی ایک سلسلہ قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بار بار ظاہر کر چکا ہے کہ ایسی تاریکی چھا گئی ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ توحید جس کا ہمیں فخر تھا اور اسلام جس پر ناز کرتا تھا وہ صرف زبانوں پر رہ گئی ہے ورنہ عملی اور اعتقادی طور پر بہت ہی کم ہوں گے جو توحید کے قائل ہوں۔''

" قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران:32)

یعنی کہو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا

اب اس حب اللہ کی بجائے اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُب الدّنیا کو مقدم کیا گیا ہے کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیادار تھے؟ کیا وہ سود لیا کرتے تھے یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے کیا آپ میں (معاذ اللہ) نفاق تھا۔ مداہنہ تھا۔ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو۔''

جھوٹ سے پرہیز کرو

''اتباع تو یہ ہے کہ آپؐ کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے صحابہ نے وہ چلن اختیار کیا تھا پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات مار دی تھی اور بالکل حبِ دنیا سے الگ ہو گئے تھے اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کر لی تھی اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھ لو کیا انہی کے قدموں پر ہو؟ افسوس اس وقت لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے؟ رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ نے بہت سے بچے دے دیئے ہیں کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے تو جھوٹی گواہی دے دینے میں ذرا شرم و حیا نہیں کرتا کیا وکلاء قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے پیش کرتے ہیں آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو۔ جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں جھوٹے مقدمات کرنا تو بات ہی کچھ نہیں جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔

اِجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

(الحج:31)

بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق و راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ

کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور کیا ہوگی جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔''

''یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اس کو باور کروں مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے راستباز تو زندہ ہی مرجاویں اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پالیتے ہیں۔''

نماز با جماعت کی پابندی کرو

''ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اس لئے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہیئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے وہ چشم پوشی کرتا ہے درگزر فرماتا ہے لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہاں تک کہ لَا یَخَافُ عُقْبٰھَا۔(الشمس:16) پھر وہ اس امر کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے پچھلوں کا کیا حال ہوگا برخلاف اس کے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو عزت دیتا اور خود ان کے لئے ایک سپر ہو جاتا ہے حدیث میں آیا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اس طرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں ان میں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جمادی جاوے۔وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کس قدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لئے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اس کے کاموں کے لئے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر ولی بنادو اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہنچ جاویں حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی اور نہ کسی ابتلاء کے نیچے آیا خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون اور آئین نہیں ہے یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہوسکتا کہ ہم کہہ دیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔
(العنکبوت:3)

یعنی کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنے ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہہ دیں۔ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہ ہو۔

یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے جانثار صحابہ کو پھونک مار کر ہی ولی بنادیتے ان کو امتحان میں ڈلوا کر ان کے سر نہ کٹواتے۔''

ریاء سے بچیں

''اسی طرح ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریاء نہیں کرتا جب ریاء

کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا لیکن جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتوں کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیک ہو جاتی ہیں چنانچہ نماز جو پڑھتا ہے اس میں بھی ایک ریاء تو ہے لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو بیشک ریاء ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہ ایک عجیب نعمت ہے پس مسجدوں میں بھی نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی۔ ایسا ہی ایک جگہ دین کے کام کے لئے چندہ ہو رہا ہو ایک شخص دیکھتا ہے کہ لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں وہ محض اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے بظاہر یہ ریاء ہو گی لیکن ثواب کا باعث ہو گی۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

لَاتَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا

(لقمان:19)

زمین پر اکڑ کر نہ چلو

لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ میں ایک شخص اکڑ کر اور چھاتی نکال کر چلتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ فعل خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے پس گر حفظ مراتب نکنی زندیقی غرض خُلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کوئی خُلق برا نہیں بلکہ بد استعمالی سے بُرے ہو جاتے ہیں۔''

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپ بڑے غصہ ور تھے حضرت عمر نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے پس یہ کبھی کوشش مت کرو کہ تمہارے قویٰ جاتے رہیں بلکہ ان قویٰ کا صحیح استعمال سیکھو۔''

''اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ ہر ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان لائے ہر ایک شخص کا کانشس اور نور قلب گواہی دیتا ہے کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے اس حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو جس کی تفصیل کی گئی آج کل کے مسلمان بھول گئے ہیں اور اسی بات کو پھر قائم کر دینا ہمارا کام ہے اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے جس کو لے کر ہم آئے ہیں۔''

اعتقادات کو درست کریں

''ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں جن کا ادا کرنا ہمارا کام ہے مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں یہ ایک صریح غلطی ہے بلکہ کفر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے ان لوگوں میں ذرّہ بھی غیرت نہیں جو اس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اسلام سے بہت دور ہیں۔''

''ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پڑ گئی ہوئی ہے۔ وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرتؐ اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔''

''ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ یہ غلط بات ہے قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنّی ہے حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہیئے حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے۔ کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا اگر یہ نمونہ نہ ہوتا

تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے بعض اہل کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوئیں یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔
غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا پر قائم کروں۔
یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان ان کی وہ حالت نہیں رہی جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ ہو گئے ان کے دل ناپاک ہیں اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔ فقط‘‘

(الحکم 17 فروری و 17 مئی و 17 جون 1906)

تیسرا خطاب جلسہ سالانہ 1905

’’29 دسمبر 1905 کی صبح کو 9 بجے مہمان خانہ جدید میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک عام مجلس ہوئی جس قدر مہمان مختلف شہروں اور قصبوں سے آئے ہوئے تھے وہ سب کے سب موجود تھے جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی اس تقریر کا مضمون اور مفہوم یہ تھا کہ چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض اور غایت یہ ہے کہ اسلام کی عام اشاعت اور تبلیغ ہو اور ہمارے یہاں ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو اپنی علمی عملی قابلیتوں کی وجہ سے ممتاز ہو کر اس خدمت کو سرانجام دے اسلئے تین دن سے مدرسہ کے جدید انتظام کے مسئلہ پر غور کیا جاتا رہا ہے اور آخر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ مدرسہ بصورت موجودہ بھی قائم رہے اور مبلغین اور واعظین کے لئے ایک الگ جماعت کھولی جاوے اس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔
خواجہ صاحب نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا کہ دنیا کی کامیابیاں بھی دین ہی کے ماتحت ہیں اور دین سے الگ ہو کر دنیا کی کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی غرض خواجہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ ’’سلسلہ کی ضروریات اور ان کی تکمیل کے لئے قوم کے اپنے فرائض‘‘ تھا اور اس میں صحابہ کرامؓ کے زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کر کے بتایا کہ انہوں نے تو جانیں فدا کر دیں۔ اس وقت جانوں کی ضرورت نہیں اس لئے کہ خدا کے مسیح نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ شائع کر دیا ہے اب اگر ضرورت ہے تو مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اس لئے کوئی مستقل فنڈ ہونا چاہیئے۔ خواجہ صاحب اس پر تقریر کر ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لائے خواجہ صاحب نے سلسلہ کی ضروریات کے روز افزوں اخراجات کا ذکر کر کے جماعت کو متوجہ کیا ان کے بیٹھ جانے پر خدام نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد فرماویں۔ جس پر آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔‘‘ (ایڈیٹر الحکم)

عملی رنگ میں ایمان ثابت کریں

’’فرمایا! دیکھو! جو کچھ خواجہ صاحب نے بیان کیا ہے یہ سب کچھ صحیح اور درست ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اس جماعت کو حکم دیتا ہے کہ اپنی علمی حالت قوت ایمانی کو درست کر کے دکھاویں کیونکہ جب تک عملی رنگ میں ایمان ثابت نہ ہو صرف زبان سے ایمان اللہ کے نزدیک منظور نہیں اور وہ کچھ نہیں زبان میں تو ایک مخلص اور منافق یکساں معلوم ہوتے ہیں ہر ایک شخص جو اپنا صدق اور ثبات قدم ثابت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ عملی طور پر ظاہر کرے جب تک عملی طور پر قدم آگے نہیں رکھتا آسمان پر اس کو مومن نہیں کہا جاتا۔‘‘

خدمت دین کی برکات

’’بعض شخصوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہاں تک برداشت کریں میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پرواہ کیا ہے ایسے شبہات ہمیشہ دنیاداری کے رنگ میں پیدا ہوا

کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق بھی نہیں ملتی لیکن جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لئے قدم اٹھاتے ہیں اور اس کی مرضی کو ہی مقدم کرتے ہیں اور اس بنا پر جو کچھ بھی خدمت دین کرتے ہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ خود انہیں توفیق دے دیتا ہے اور اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں ان میں برکت رکھ دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ کس طرح پر اندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(المنافقون:8)

یعنی خدا کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں منافق اس کو سمجھ نہیں سکتے لیکن مومن اس پر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اس وقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھ کر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ ایک اور قوم کو پیدا کر دے گا جو ان سب اخراجات کا بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر بھی سلسلہ کا احسان مانے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو بڑھائے پس کون ہے جو اسے روک لے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ سب کچھ کر سکتے ہیں پھر وہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کب تھک سکتا ہے آج سے 25 برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس نہ آتا تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا اس گمنامی کی حالت میں میں نے جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور یہ کتاب مخالفوں موافقوں کے پاس موجود ہے بلکہ ہندوؤں عیسائیوں تک کے پاس بھی ہے مکہ مدینہ اور قسطنطنیہ تک بھی پہنچی اسے کھول کر دیکھو کہ اس وقت خدا نے فرمایا:

یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

یعنی تیرے پاس دور دراز جگہوں سے لوگ آئیں گے اور جن راستوں سے آئیں گے وہ راہ عمیق ہو جائیں گے

پھر فرمایا کہ یہ لوگ جو کثرت سے آئیں گے تو ان سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بداخلاقی نہ کرنا یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان ان کی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے پس اس سے منع کیا اور کہا کہ ان سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجالانا۔
ایسی حالت میں خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو کہ کس قدر موجود ہو یہ کتنا بڑا نشان ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے نہ کوئی منجم نہ کوئی فراست والا کہہ سکتا ہے؟
ان حالات پر جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذت آتی ہے وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔
غرض اس خبر میں اس کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد و رفت کی خبر دی پھر چونکہ ان کے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہیئے تھا اور ان کے فروکش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہیئے تھا۔ پس اس کے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔
اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے خود کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو وہ خود ساری ضرورتوں کا تکفل اور تہیہ کرتا ہے۔

یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اس قدر عرصہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دے کہ ایک بچہ بھی پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے یہی وجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے اور یہ بہت بڑا نشان ہے جس پر غور کرنا چاہیئے قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبّر اور غور سے بڑھتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے ان کا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا

جب تک خدا تعالیٰ کے اقوال افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔''

تقویٰ پر قدم مارو

''پس یہ سلسلہ اسی غرض کے لئے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اس کو روک نہیں سکتا برخلاف اس کے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشان پیش کرے جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں یہ محض خدا کا کاروبار ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوت بڑھ جاوے اور یہ قوت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی کیونکہ ان میں خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے انسان ایسا جاندار ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے تربیت ایمانی کے لئے فیوض و برکات نہ ہوں وہ خود بخود پاک و صاف نہیں ہو سکتا اور حقیقت میں پاک و صاف ہونا اور تقویٰ پر قدم مارنا آسان امر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے یہ نعمت ملتی ہے اور سچی تقویٰ جس سے خدا تعالیٰ راضی ہو اس کے حاصل کرنے کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

(آل عمران:103)

اور پھر یہ بھی کہا

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَO

(النحل:129)

یعنی اللہ تعالیٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔

تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں اور پھر یہ بھی فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى...

(یونس:27)

یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔

مجھے یہ وحی بار بار ہوئی

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَO

(النحل:129)

اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔''

نیکی اختیار کرو

''یہ فخر کی بات نہیں کہ انسان اتنی ہی بات پر خوش ہو جاوے کہ مثلاً وہ زنا نہیں کرتا یا اس نے خون نہیں کیا چوری نہیں کی یہ کوئی فضیلت ہے کہ برے کاموں سے بچنے کا فخر حاصل کرتا ہے دراصل وہ جانتا ہے کہ چوری کرے گا تو ہاتھ کاٹا جاوے گا یا موجودہ قانون کے رو سے زندان میں جاوے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ایسی چیز کا نام نہیں ہے کہ برے کام سے ہی پرہیز کرے بلکہ جب تک بدیوں کو چھوڑ کر نیکیاں اختیار نہ کرے وہ اس روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا نیکیاں بطور غذا کے ہیں جیسے کوئی شخص بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح جب تک نیکی اختیار نہ کرے تو کچھ نہیں۔''

بعض گناہ موٹے موٹے ہوتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنا زنا کرنا خیانت جھوٹی گواہی دینا اور اتلاف حقوق شرک کرنا وغیرہ لیکن بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے ایسے لوگ بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن

شریف نے اس کو بہت ہی برا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ
(الحجرات:13)

خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل و نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب برے کام ہیں ایسا ہی بخل غضب یہ سب برے کام ہیں پس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان ان سے پرہیز کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے جو خواہ آنکھوں سے متعلق ہوں یا کانوں سے ہاتھوں سے یا پاؤں سے بچتا رہے کیونکہ فرمایا ہے:

وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ○

(بنی اسرائیل:37)

یعنی جس بات کا علم نہیں خواہ نخواہ اس کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ کان آنکھ دل اور ہر ایک عضو سے پوچھا جاوے گا

بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں ایک بات کسی کی نسبت سنی اور جھٹ یقین کر لیا یہ بہت بری بات ہے۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو یہ اصل بدظنی کو دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیصلہ صحیح نہ کر لے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے یہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے بہت سے انسان ہیں جو زبان کے ذریعہ پکڑے جائیں گے یہاں دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمی محض زبان کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں اور انہیں بہت کچھ ندامت اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔''

زمین پر فساد مت کرو

''پہلا مرحلہ یہ ہے انسان تقویٰ اختیار کرے میں اس وقت بڑے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔ خلاصۃً یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں اللہ تعالیٰ دنیا پر وحدت پھیلانا چاہتا ہے لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہنچاتا ہے ظلم اور خیانت کرتا ہے وہ وحدت کا دشمن ہے جب تک یہ خیال دل سے دور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پھیلے اس لئے اس مرحلہ کو سب سے اول رکھنا تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام شربت کافوری ہے اس شربت کے پینے سے دل برے کاموں سے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اس کے بعد ان کے دلوں میں برائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔''

بُری صحبتوں سے بچیں

''یہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ ان میں آ جاتا ہے اور ان سنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں اور وہی پہلا طرز عمل اختیار کرتے ہیں اس سے بچنا چاہیئے جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہو جانا ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ان تمام بری باتوں کے اجزاء کا علم ہو کیونکہ طلب شے کے لئے علم کا ہونا سب سے اوّل ضروری ہے جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہیئے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ

تعالیٰ پھرتمہیں توفیق دے گااور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاوے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گےاس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَO

(المائدہ:28)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے

یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے۔ان عبادات کی قبولیت کیا ہےاوراس سے کیا مراد ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نماز قبول ہوگئی ہےتو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ نماز کے اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہو گئے ہیں جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہ ہوں اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں۔
اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ جب کہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا۔یا رات کو چوری کر دی کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل اور حسد کی وجہ سے حملہ کر دیا کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس نماز نے اس کو کیا فائدہ پہنچایا؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ نماز کے ساتھ اس کی بدیاں اور وہ برائیاں جن میں وہ مبتلا تھا کم ہو جائیں اور نماز اس کے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے۔''

باریک در باریک بدیوں سے بچو

''پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کے لئے جو مومن بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اسی کا نام تقویٰ ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اس کا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہتک ہو یا اس کے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو اگر چہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی بُرا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دلوں میں مرض ہے کیونکہ اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ایسی مجلسوں میں جا کر ایسی باتیں سنتے؟ یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مؤاخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کیا ہے لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہوں گے۔اس حصہ کو بڑی توجہ سے یاد رکھو اور قرآن شریف کو بار بار پڑھ کر سوچو۔
غالب ہو تو آدمی کیسا ہی مصروف ہو اسے چھوڑ کر بھی ادا کر سکتا ہے اس وقت ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ایک کام میں مصروف ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اس وقت زلزلہ آ جاوے تو کیا ہم میں سے کوئی یہاں رہ سکتا ہے؟ سب کے سب بھاگ جاویں یہاں تک کہ مریض اور ضعیف بھی دوڑ پڑیں اصل بات یہ ہے کہ خوف کے ساتھ ایک قوت آتی ہے اگر خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ ہوتی تو طاقت آ جاتی اور اس کے احکام کی تعمیل کے لئے ایک جوش اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔''

مجاہدہ اور دعا سے کام لیں

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کی وجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے وہ غلط کہتے ہیں نماز روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہنچانا چاہیئے جہاں وہ برکات دیتے ہیں صحابہؓ کا سا رنگ پیدا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو پھر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہؓ میں ایسا ایمان تھا جو تم میں نہیں انہوں نے خدا کے لئے اپنا فیصلہ کر لیا تھا ایسے لوگ قبل از موت مر جاتے ہیں اور قبل اس کے کہ قربانی دیں وہ سمجھتے ہیں کہ دے چکے۔''

''خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا وہ دل کے نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے انسان جو محدود العلم ہے اور جس کی نظر وسیع نہیں ہے

دھوکا کھا سکتا ہے۔غرض بات یہ ہے کہ جس طرح دنیوی امور میں دھوکے لگ جاتے ہیں اسی طرح پر ان گدی نشینوں اور علماء کے دھوکے ہیں جو اس سلسلہ کی مخالفت میں مختلف قسم کی روکیں پیدا کرتے ہیں بہت سے لوگ جو سادہ دل ہوتے ہیں اور ان کو پوری واقفیت اس سلسلہ کی نہیں ہوتی ان کو دھوکہ لگ جاتا ہے اور وہ ناراستی کے دوست ہو جاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو انسان روحانی طور پر جوہر شناس ہو جائیں بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو اس جوہر کو شناخت کرتے ہیں۔

بہر حال میرا مقصد اس سے یہ ہے کہ زابدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اسی پر بس نہ کریں نہیں بلکہ انہیں دونوں کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے جس کے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنی بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجھ لے کہ وہ مکر وفریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ اسے اور بھی رسوا کرے گا:

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضاً

(البقرہ:11)

ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے نفاق اور ریا کاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہ چھپ نہیں سکتی آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور پھر سخت ذلیل کرتی ہے۔خدا تعالیٰ کسی چیز کو چھپاتا نہیں نہ نیکی کو نہ بدی کو سچے نیکوکار اپنی نیکیوں کو چھپاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔''

نمود اور نمائش سے پرہیز کریں

''پس یقیناً سمجھو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں وہ زمانہ جو مجھ پر گزرا ہے اس کا خیال کر کے مجھے اب بھی لذت آتی ہے میں طبعاً خلوت پسند تھا مگر خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا پھر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تھا؟ میں اس نمود اور نمائش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں اور اس کے حکم سے منحرف ہونا کبھی پسند نہیں کر سکتا اس پر دنیا کے جو جی میں آئے کہے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ خوب سمجھ رکھو کہ سچے موحد وہی ہیں جو ذرہ بھر نیکی ظاہر نہیں کرتے اور نہ سچائی کے قبول کرنے میں دنیا سے ڈرتے ہیں اگر دنیا ان کے کسی فعل سے بدکتی ہے تو انہیں پرواہ نہیں ہوتی۔''

''پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کی جاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں جماعت نماز علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑھیں۔ اور سِــــرًّا اس لئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے یہاں تک بھی سرًّا نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے خیرات کرے اور دوسرے کو علم نہ ہو اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجھیں مگر میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو بہت کچھ خرچ کرتے ہیں مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے بعض آدمیوں نے مجھے کئی مرتبہ پارسل بھیجا ہے اور جب اسے کھولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بھیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہ مقام میسر آتا ہے یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا اس مقام پر جب انسان پہنچتا ہے تو وہ فنا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکھتا ہے۔

سلوک کی منازل طے کرو

''غرض بدیوں کے ترک پر اس قدر ناز نہ کرو جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نہ کرو گے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریاء کی ملونی نہ ہو اس وقت

تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی یہ بات یاد رکھو کہ ریاء حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس وخاشاک کو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر مردِ خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو۔‘‘

خدا تعالیٰ سے صلح کرو

’’جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اِسے عزت دیتا ہے یہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کرو گے وہ مخفی رہے گا ریاء سے بڑھ کر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے جب تک کہ پورا حصہ نہ لے لے مگر ریاء ہر مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ خوش قسمت وہ ہے انسان جو ریاء سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا کے لئے کرے ریا کاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریاء کا موقع ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے اس لئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔ جو لوگ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے انہیں اس بات کی غرض ہی نہیں ہوتی کہ کوئی ان کے دیئے ہوئے مال کا ذکر بھی کرے۔ دنیا مزرعہ آخرت ہے یعنی آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ بنانا ہے اسی دنیا میں بناؤ جو شخص روحانی مال دولت اور جائیداد یہاں جمع کرے گا وہ خوشحال ہوگا ورنہ یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا اس وقت نہ مال کام آئے گا نہ اولاد اور نہ دوسرے عزیز جن کے لئے دین کے پہلو کو چھوڑا تھا اب یاد رکھو وہی خدا جس نے تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ کی خبر دی تھی وہی خبر دیتا ہے کہ زمانہ قریب آ گیا ہے اور بڑے بڑے حوادث ظاہر ہوں گے اگر ان نشانوں کا انتظار ہے اور ان کے بعد جوش پیدا ہوا تو اس کا ثواب ایسا نہیں ہوگا جیسا آج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس وقت اگر کوئی ایمان پیش کرے گا تو ذرہ برابر اس کی قدر نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت تو کافر سے کافر بھی سمجھ لے گا کہ دنیا فانی ہے میں نے سنا ہے کہ طاعون کے زور کے دنوں میں ایک جگہ ایک بڑا نرم دل ہندو مر گیا مرتے وقت اس نے اپنے مال کی کنجیاں اپنے بھائی کو دیں وہ بھی مر گیا اور اس طرح پر ان کا سارا خاندان تباہ ہو گیا اور آخری شخص نے مرتے وقت وہاں کے ایک زمیندار کو کنجیاں پیش کیں اس نے انکار کر دیا کہ میں کیا کروں گا بالآخر وہ مال داخلِ خزانہ سرکار ہوا یہ سچی بات ہے کہ جب خوف کے دن آتے ہیں تو بڑے بڑے پاجی اور خبیث لوگ بھی صدقات اور خیرات کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اس وقت یہ باتیں کام نہیں آتی ہیں کیونکہ خدا کا غضب بھڑک چکا ہوتا ہے لیکن جو شخص عذاب کے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس سے صلح کرتا ہے وہ بچا لیا جاتا ہے۔‘‘

خطرناک دن آنے والے ہیں

’’پس خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے یہی دن ہیں میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جس قدر اپنی ہستی کا ثبوت مجھے دیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن میں مَیں اِسے ظاہر کر سکوں وہی خدا ہے جس نے ’’براہینِ احمدیہ‘‘ کے زمانہ میں ان تمام امور کی جو آج تم دیکھ رہے ہو خبر دی ان ہندوؤں سے جو ہمارے جدّی دشمن ہیں پوچھ لو کہ اس زمانہ میں اس جلوۂ قدرت کا کہاں نشان تھا پھر جب وہ ساری باتیں پوری ہو چکی ہیں پھر جو باتیں آج وہ بتاتا ہے وہ کیونکر پوری نہ ہوں گی؟ اس خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب خطرناک وقت آنے والا ہے زلازل آئیں گے اور موتوں کے دروازے کھل جائیں گے پس اس سے پہلے کہ وہ خطرناک گھڑی آ جاوے اور موت اپنا منہ کھول کر حملہ شروع کر دے تم نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کو خوش کر لو میں یہ بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس زمانہ کے تمام نبیوں نے خبر دی ہے یہ آخری ہزار کا زمانہ آ گیا ہے۔‘‘

’’جبکہ موت کا بازار گرم ہے تو کیا املاک اور جائیدادیں سر پر اُٹھا کر لے جاؤ گے؟ ہرگز نہیں پھر اگر ان نشانات کو دیکھ کر تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر کہہ سکتے ہو کہ خدا پر ایمان ہے۔ ہم اپنے نفس کے لئے کچھ نہیں چاہتے بار بار یہ

خیال کیا ہے کہ اپنے گزارہ کے لئے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جائیداد اس سے زیادہ ہے۔ پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرو یہ خدا کے حکم سے ہے۔''

اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے

''کیونکہ اسلام اسوقت تنزل کی حالت میں ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مذاہب کا شکار بن رہا ہے پہلے تو صرف عیسائیوں ہی کا شکار ہو رہا تھا مگر اب آریوں نے اس پر دانت تیز کئے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام ونشان مٹا دیں جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اُٹھائیں خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ سمیع وبصیر ہے یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا کے لئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اس کا بہت کچھ ملے گا۔ اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسّر آتا ہے غرض اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو اسی مطلب کے لئے یہ گفتگو ہے۔''

وفات کی خبر

''اس وقت جیسا کہ میں شائع کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اس نے فرمایا:

قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ
مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔

اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ذکر باقی نہ رہنے دے گا جو کسی قسم کی نکتہ چینی کا باعث ہو۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہ مکّار ہے اور فاسق ہے ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھ میں بتاتے ہو مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے غرق نہیں کرتا لوط کی بستی تباہ ہوئی عاد وثمود وغیرہ تباہ ہوئے مگر مجھ پر غضب نہیں آتا کیا یہ تیرے لئے کرامت نہیں ہے؟

بات بڑی عجیب ہے یعنی عیوب پیدا کرنے والے لوگوں کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ دیکھیں کہ وہ شخص جو منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جس پر اس قدر اعتراض اور نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں وہ جو ہلاک نہیں ہوتا کیا خدا بھی اس سے دھوکہ میں ہی رہا۔''

''غرض اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:4) کی آیت دو پہلو رکھتی ہے ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کر چکا دوم کتاب مکمل کر چکا۔ کہتے ہیں جب یہ آیت اتری وہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پرواہ نہیں کرتے اور مَیلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں میرے نزدیک یہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے اسی عید کے لئے سورہ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے اور یہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا قرآن شریف کا خاتمہ اسی پر ہوا۔''

کہتے ہیں جب یہ آیت اتری تو ابوبکرؓ رو پڑے کسی نے کہا اے بڑھے کیوں روتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بُو آتی ہے کیونکہ یہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہو چکتا ہے تو اس کا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے جیسا دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو عملہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ والا قصہ سنا تو فرمایا سب سے سمجھدار ابوبکرؓ ہے اور یہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکرؓ کو رکھتا اور فرمایا ابوبکرؓ

کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کردو کوئی پوچھے کہ اس میں مناسب کیا ہوئی؟ تو یاد رکھو کہ مسجد خانہ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقائق و معارف کا۔اس لئے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی اندرونی کھڑکی اس طرف ہے تو اس کے لئے یہ بھی کھڑکی رکھی جاوے یہ بات نہیں کہ اور صحابہؓ محروم تھے بلکہ ابوبکرؓ کی فضیلت وہ ذاتی فراست تھی جس نے ابتداء میں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہا میں بھی گویا ابوبکرؓ کا وجود مجموعۃ الفراستین تھا۔

وصیت کی تکمیل میں ہاتھ بٹاؤ

''اب میں پھر یہ ذکر کر کے اس کو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں میری ذات کی خبر دی ہے۔یہ بھی فرمایا ہے

لَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔

جو مامور ہو کر آتا ہے۔بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ کسرِ صلیب ہوگا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے

لَانُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا

اور سچے آدمی کو غم بھی یہی ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا وہ بھی علّتِ غائی کا بوجھ ہے غرض اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔اب سنو! جبکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔تمہیں مفت کا ثواب ہے۔پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دے گا۔

(24 جون، 10 جولائی، 31 جولائی 1906)

(نوٹ: اس مضمون کا پہلا حصہ رسالہ النور کے شمارہ نومبر۔دسمبر 2005 میں شائع ہو چکا ہے)

خلافت اور مجلس شوریٰ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''خلیفہ کا طریق حکومت کیا ہو؟ خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے تمہیں ضرورت نہیں کہ تم خلیفہ کے لئے قواعد اور شرائط تجویز کرو۔یا اس کے فرائض بتاؤ۔اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ایک مجلس شوریٰ قائم کرو ان سے مشورہ لے کر غور کرو۔پھر دعا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔خواہ وہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو تو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ جب عزم کر لو تو اللہ پر توکل کرو۔گویا ڈرو نہیں۔اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید اور نصرت کرے گا اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خدا تعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔حضرت صاحبؑ نے جو مصلح موعود کے متعلق فرمایا ہے'' وہ ہوگا ایک دن محبوب میرا'' اس کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ متوکلین کو محبوب رکھتا ہے جو ڈرتا ہے وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا اسے تو گویا حکومت کی خواہش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی کے خلاف کروں تو وہ ناراض ہو جائے ایسا شخص تو مشرک ہوتا ہے اور یہ ایک لعنت ہے۔خلیفے خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اس کو خوف کیا اور اس میں موحد ہونے کی کونسی بات ہے۔۔۔اگر نبی کو ایک شخص بھی نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے یہی حال خلیفہ کا ہے اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہی فرع کا ہے خوب یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو وہ خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دنیا اس کی دشمن ہو۔اس آیت مشورہ میں کیا لطیف حکم ہے۔''

(منصب خلافت۔انوار العلوم جلد 2 ص 54)

جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ

’’ایک آسمانی فیصلہ‘‘

1891 کے اوائل میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’فتح اسلام‘‘ میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ پیش فرمایا تو مولویوں نے سارے ہندوستان میں آپ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا اور ملک بھر سے آپ کے خلاف کفر کے فتوے تیار کروائے۔ اس مخالفت کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دسمبر 1891 میں اپنی کتاب ’’آسمانی فیصلہ‘‘ تحریر فرمائی۔ اور کامل مومنوں کی چار علامات بمطابق قرآن کریم بیان فرما کر آپ نے مخالف مولویوں کو ان علامات کے اظہار کے لئے مقابلے کی دعوت دی نیز یہ بھی تجویز پیش فرمائی کہ اس مقابلہ کو فیصلہ کن حیثیت دینے کے لئے لاہور میں ایک انجمن قائم کی جائے۔

مذکورہ بالا مقابلہ کی تجویز سے آگاہ کرنے کے لئے اور جماعت کی طرف سے انجمن کے ممبران کے نام تجویز کرنے کے لئے حضورؑ نے احباب کو مشورہ کی غرض سے قادیان بلایا۔ چنانچہ 27 دسمبر 1891 کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ قادیان میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے حاضرین کے رُوبرُو حضور کا مضمون ’’آسمانی فیصلہ‘‘ پڑھ کر سنایا اور مذکورہ بالا انجمن کے لئے ممبران کے نام تجویز کرنے کا معاملہ احباب کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس پر سب سامعین نے جو محض تجویز مذکورہ بالا پر غور کرنے اور مشورہ کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، بالاتفاق یہ مشورہ دیا کہ سرِ دست رسالہ ’’آسمانی فیصلہ‘‘ شائع کر دیا جائے اور انجمن کے ممبران فریقین کی باہمی رضامندی سے بعد میں مقرر کئے جائیں۔

اس مشورہ میں 75 احباب نے شرکت کی۔ مضمون کے اختتام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب حاضرین سے مصافحہ فرمایا۔

اس دینی جلسہ کے فوراً بعد رسالہ ’’آسمانی فیصلہ‘‘ شائع ہوا اور اس کے ساتھ ہی 30 دسمبر 1891 کو حضور نے ایک اشتہار کے ذریعہ تمام جماعت کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ

’’کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہء بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔۔۔ قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891 ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر آجاوے تو حتّی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دُعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔‘‘

اشتہار کے آخر پر حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ:

’’اب جو 27 دسمبر 1891 کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض لِلّٰہ سفر اُٹھا کر حاضر ہوئے خدا اُن کو جزائے خیر بخشے اور اُن کے ہر یک قدم کا ثواب اُن کو عطا فرماوے۔ (آمین ثم آمین)

جب آئندہ جلسہ کے دن قریب آگئے تو 7 دسمبر 1892 کو پھر اشتہار شائع فرمایا اس اشتہار میں آپؑ نے بیان فرمایا:

1۔ ''27 دسمبر 1892 کو مقام قادیان سے اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا اس جلسہ کی اغراض سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ ہر مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔''

2۔ ''پھر اس ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔''

3۔ ''جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔''

4۔ ''سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔''

5۔ ''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ میں بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

6۔ ''عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوارق کا انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ہی ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین میں قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنھم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔''

7۔ اور اس اشتہار کے آخر پر فرمایا:

''بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

26، 27، 28 دسمبر 1907 دسمبر کو جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ یہ جلسہ حضورؑ کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ تھا۔ حسبِ معمول جلسہ کے آخر میں بیعت ہوئی۔ بیعت کرنے والوں سے دستی بیعت ناممکن ہوجاتی۔ اس جلسہ میں بھی لوگوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا دیں اور بعض جگہ پگڑیوں سے پگڑیاں باندھ کر دور تک سلسلہ بنالیا گیا۔ ان پگڑیوں کا ایک سرا اس ہاتھ میں ہوتا جو حضورؑ کے ہاتھ سے مس ہوتا اور بیعت کے الفاظ بھی حضورؑ کی اتباع میں دو تین خدام دہراتے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 492)

حضور علیہ السلام کے ارشادات کی تعمیل میں ہر سال جلسہ منعقد ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جلسہ سالانہ

حضرت حکیم مولوی الحاج نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں چھ

سالانہ جلسے منعقد ہوئے گویا(1908 تا مارچ1914) ہر سال باقاعدگی کے ساتھ جلسے منعقد ہوتے رہے۔ البتہ 1909 کا جلسہ بعض وجوہ کی بناء پر 25 تا 27 مارچ 1910 کو منعقد ہوا۔ اور 1910 کا جلسہ سالانہ 25 تا 27 دسمبر 1910 کو منعقد ہوا اس لحاظ سے 1910 کے سال میں دو جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوئے۔

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جلسہ سالانہ

خلافتِ ثانیہ کا پہلا جلسہ سالانہ 26 تا 29 دسمبر 1914 کو منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں آپ نے جو تقاریر فرمائیں وہ برکاتِ خلافت کے نام سے شائع ہوئیں۔ 1916 کے جلسہ سالانہ میں آپ نے ''ذکرِ الٰہی'' پر لیکچر فرمایا۔ جلسہ سالانہ دسمبر 1918 کی بجائے مارچ 1919 میں منعقد ہوا جس میں آپ نے ''عرفانِ الٰہی'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد کے چند جلسہ سالانہ پر کی جانے والی تقاریر میں ''ملائکۃ اللہ''، ''ہستی باری تعالیٰ''، مسئلہ نجات''، ''سال کے کاموں پر تبصرہ''، ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے'' خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ 1927 کے جلسہ سالانہ میں پہلی بار خلیفہء وقت کی حفاظت کا آپؓ کے ارشاد پر انتظام کیا گیا۔ متعدد جگہوں سے اطلاعات موصول ہوئیں کہ دشمنانِ سلسلہ احمدیہ حضور پر حملہ کی سازش کر رہے ہیں اس کے علاوہ چند لوگوں کو اس سے متعلق خوابیں بھی آئیں۔ جلسہ سالانہ 1928 میں قادیان میں ریل گاڑی کی آمد سے حاضری میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اس موقعہ پر آپ نے ''فضائل القرآن'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ 1931 کے جلسہ کے موقعہ پر آپؓ نے اہلِ کشمیر سے ان کے حقوق سے متعلق کوششوں کا وعدہ فرمایا۔ 1934 کے جلسہ کے موقعہ پر احراریوں نے جماعت کے خلاف لٹریچر شائع کر کے پھیلایا جبکہ احمدیوں کو ان کی تبلیغی کانفرنس میں داخلہ یا اشتہار کی تقسیم منع تھی۔ 28 دسمبر 1929 کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تین جھنڈے لہرائے: لوائے احمدیت، لوائے خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا۔ 1944 میں خواتین کو شمولیت کی اجازت نہ تھی، اس موقعہ پر حاضری 23 ہزار تھی 27 دسمبر 1944 کو حضورؓ نے ''پیشگوئی مصلح موعود کا پورا ہونا اور مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء کے اعتراضات'' کے موضوع پر مسلسل چار گھنٹے کا خطاب فرمایا۔ 1946 کے جلسہ پر کل حاضری انتالیس ہزار سات سو تھی جبکہ 1947 کے جلسہ سالانہ قادیان میں (آزادیٔ پاکستان کے بعد) حضرت خلیفة المسیح کے شامل نہ ہوسکنے کے باعث شاملینِ جلسہ میں 253 درویش 62 غیر مسلم 3 احمدی خواتین، 4 غیر احمدی خواتین اور ایک بچی تھی۔ جبکہ اسی سال حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی قیادت میں رتن باغ لاہور میں جلسہ منعقد ہوا جس میں سوا چار ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس جلسہ کی روئیداد حسبِ ذیل ہے:

''مشاورت کے بعد پروگرام کے مطابق 27 دسمبر کو جماعتِ احمدیہ کا ظلّی جلسہ جودھامل بلڈنگ متصل رتن باغ لاہور کے ایک وسیع میدان میں اپنی مخصوص شان کے ساتھ شروع ہوا۔ اس روز۔۔۔ سیدنا امیر المومنین المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اسٹیج پر رونق افروز ہوئے اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج کا جلسہ غیر معمولی حالات میں منعقد ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کوئی احمدی یہ قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اگلے جلسہ کے موقعے پر ہم اپنے مرکز سے محروم ہوں گے اور ہمیں کسی اور جگہ پر اپنا جلسہ کرنا پڑے گا۔ جگہوں کے لحاظ سے تو ساری جگہیں ہی ایک جیسی حیثیت رکھتی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدًا۔

یعنی میرے لئے ساری زمینیں مسجد بنادی گئی ہیں اگر ہر جگہ ہی خدا کی سجدہ گاہ بن سکتی ہے تو وہ مومن کے لئے جلسہ گاہ بھی بن سکتی ہے۔ لیکن بہرحال عادتیں تعلقات اور محبتیں قلب پر اثر ڈالنے والی چیزیں ہیں۔ اور ہر چیز انسان کو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ اگر کرائے کا ایک مکان بھی تبدیل کیا جائے تو تکلیف ہوتی ہے اگر کوئی شخص اپنی ملکیّت کا مکان بھی خود اپنی مرضی سے فروخت کرتا ہے تو اُسے بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے تو پھر وہ جگہ چھوڑنے پر کیوں تکلیف محسوس نہ ہو جو ہماری نگاہ میں مقدّس تھی، جو ہمارے نزدیک روحانی ترقی کا

ذریعہ تھی جو ہمارے نزدیک دین کی اشاعت اور تبلیغ کا مرکز تھی اور جس سے ہمیں جبری طور پر ایسے محروم کر دیا گیا ہے کہ جبتک وہاں کے حالات پھر پلٹا نہ کھائیں۔ہم آسانی سے وہاں نہیں جاسکتے۔یہ چیز تکلیف دہ تو ضرور ہے اس سے دل مجروح تو ضرور ہوتے ہیں لیکن مومن ہاں وہ سچا مومن جو محض سُن سُنا کر خدا پر ایمان نہیں لاتا بلکہ جس کا ایمان پورے یقین اور وثوق پر مبنی ہے وہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ یہ تغیر ایک عارضی تغیر ہے اسے خوب معلوم ہے کہ قادیان میری چیز ہے وہ میری ہے کیونکہ میرے خدا نے وہ مجھے دی ہے۔ گو آج ہم قادیان نہیں جاسکتے گو آج ہم اس سے محروم کر دیئے گئے ہیں لیکن ہمارا ایمان اور ہمارا یقین ہمیں بار بار کہتا ہے کہ قادیان ہمارا ہے اور احمدیت کا مرکز ہے اور ہمیشہ احمدیت کا مرکز رہے گا (انشاء اللہ) حکومت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی بلکہ حکومتوں کا کوئی مجموعہ بھی ہمیں مستقل طور پر قادیان سے محروم نہیں کرسکتا۔ اگر زمین ہمیں قادیان نہ لے کر دے گی تو ہمارے خدا کے فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور ہمیں قادیان لے دیں گے (نعرہ ہائے تکبیر) اور جو طاقت بھی اس راہ میں حائل ہوگی وہ پارہ پارہ کردی جائے گی وہ نیست و نابود کردی جائے گی۔قادیان خدا نے ہمارے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اس لئے وہ ہمیں آپ قادیان لے کر دے گا (انشاء اللہ) پس ہمارے دل غمگین نہ ہوں تم پر افسردگی طاری نہ ہو کہ یہ کام کا وقت ہے اور کام کے وقت میں افسردگی اچھی نہیں ہوتی۔ بلکہ کام کے وقت میں ہم میں نئی زندگی اور روح پیدا ہو جانی چاہیئے۔ ہمارے بوڑھے، جوان ہو جانے چاہئیں اور ہمارے جوان پہلے سے زیادہ طاقتور ہو جانے چاہئیں۔ **ہم مذہبی لوگ ہیں۔ حکومتوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا کام دلوں کو فتح کرنا ہے نہ کہ زمینوں کو۔** ہمارا یہ کام دوسرے کاموں سے بہت زیادہ اہم ضروری ہے۔ پس ہمیں دوسروں کی نسبت زیادہ ہمت اور قربانی کرنی چاہیئے۔آؤ ہم اپنے رب کے حضور دُعا کرتے ہوئے یہ التجا کریں کہ اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں، ہمارے جسموں اور ہمارے سامانوں کی کمزوری اور قلّت کو تو خوب جانتا ہے۔ہم ہر طرح بے کس، بے بس اور ناتواں ہیں۔ ہمارے پاس تیرے حضور پیش کرنے کے لئے ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے ہمارا ٹوٹا پھوٹا کمزور، ناقص اور کرم خوردہ ایمان۔ہم تیری محبت کے اس نقطے کا واسطہ دے کر جو اس پر موجود ہے اس ایمان کو تیرے حضور پیش کرتے ہیں۔تو ہم پر رحم فرما۔ ہمارے مردہ ایمانوں کو زندہ کر۔ اور ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب فرما۔ اے ہمارے ربّ تیرے سب بندے ہمارے بھائی ہیں۔ خواہ وہ پاکستان میں رہتے ہوں یا ہندوستان میں۔خواہ وہ ایشیا میں رہتے ہوں یا یورپ میں۔خواہ وہ ہمارے کتنے ہی دشمن ہوں تُو ان کے متعلق ہمارے دلوں کے کینے اور بغض کو نکال دے اور ان کے دلوں میں دین سے بے رغبتی کی جگہ اپنی محبت پیدا فرمادے اور ہمیں ہمارے مقاصد میں کامیاب کرتا تیری بادشاہت اسی طرح زمین میں بھی قائم ہو جائے جس طرح کہ وہ آسمان پر ہے۔اس پُر معارف خطاب کے بعد حضور نے دُعا کروائی اور واپس رتن باغ تشریف لے گئے۔(الفضل 28 دسمبر ص 1-7)

(دارالہجرت ربوہ صفحہ 292-293)

تقسیم ملک تک یہ جماعتِ احمدیہ کا جلسہ قادیان میں ہوتا رہا ربوہ کے وجود میں آنے کے بعد 1949 ۔1983 تک یہاں اس کا انعقاد ہوتا رہا۔

جماعتِ احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں منعقد ہونے والا پہلا جلسہ سالانہ

15 تا 17 اپریل 1949

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے اس تاریخی روح پرور اور ایمان افروز خطاب میں فرمایا:

''یہ جلسہ اپنے اندر تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں شامل ہونے والے لوگ ایک جلسہ میں شامل نہیں ہوئے بلکہ روحانی لحاظ سے وہ ایک نئی دنیا، نئی زمین اور نئے آسمان کے بنانے میں شامل ہو رہے ہیں۔''

اس کے بعد حضور نے قرآن مجید کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں اور حاضرین کو

ارشاد فرمایا کہ وہ بھی آپ کے پیچھے یہ آیات پڑھیں۔ پھر حضور نے بڑی رقت اور درد بھری آواز میں اس آیت کو پڑھا:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ....
(ابراھیم:38)

اے میرے ربّ میں نے اپنی اولاد کا ایک حصہ اس وادی غیر ذی زرع میں لاکر چھوڑ دیا ہے۔

پھر آپ نے حضرت ابراہیمؑ کے رؤیا کا ذکر فرمایا جس میں انہیں اپنے بیٹے کی قربانی دینے کا حکم دیا گیا تھا۔آپ نے فرمایا ان کی قوم جو بتوں کو خوش کرنے کے لئے انسانوں کی قربانی کرتی تھی۔ اس رؤیا کے ذریعہ انسانی جان کی قربانی کے رواج کو ختم کر دیا گیا خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس غیر حقیقی قربانی کو منسوخ کر کے حقیقی قربانی کی بنیاد ڈالی جائے اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تیرے سہارے پر اس ویرانے میں اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑ کر جارہا ہوں۔ اور ان کو پھلوں سے رزق عطا کرنا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اور اس بے آب و گیاہ وادی کو آباد اور خوشحال شہر میں بدل دیا۔ اور اس شہر میں اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ مکرمہ کو امن کا شہر بنادیا۔ آخر میں آپ نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ میں حضرت ابراہیمؑ کی طرح تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے مکہ، مدینہ اور قادیان کو برکتیں دی ہیں اس نئے مرکز (ربوہ) کو بھی برکتوں سے مالا مال کردے۔ یہ مقام خدا اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کا نام اونچا کرنے کے لئے بہت اونچا اور صدر مقام ثابت ہو پھر آپ نے سجدہ میں گر کر نہایت رقت اور دلسوزی سے دعا کروائی۔

اس تاریخی جلسہ کے دوسرے روز 16 اپریل صبح آٹھ بجے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ کی خواتین سے نہایت اثر انگیز خطاب فرمایا جس میں حضور نے پہلے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائیں اور پھر فرمایا کہ دین کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ وہی عورت عزت کی مستحق ہے جو اپنی اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کرتی ہے۔ یہی وہ کام ہے جو قرونِ اولیٰ کی مستورات نے کیا اور یہ تمہارے لئے حقیقی نمونہ اور حقیقی رہنما ہے۔

اس جلسہ کے اپنے دوسرے خطاب میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بڑے وثوق یقین کامل اور پر اثر انداز میں فرمایا کہ:

''ہم اپنے مرکز قادیان سے عارضی طور پر جدا ہوئے ہیں دائمی نہیں اور خدا کے وعدہ کے مطابق ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم واپس اپنے مرکز کو جائیں گے۔'' (ربوہ دارالہجرت صفحہ 295)

حضورؓ نے فرمایا کہ آپ لوگ جماعت کی ترقی کے لئے منظم طریقے سے کام کریں۔ انگریزی ترجمہ قرآن مجید اسی مقصد کی خاطر شائع کیا گیا ہے تا کہ یورپ میں اس کی تعلیمات کو روشناس کرایا جائے۔ پھر آپ نے الفضل کے زیادہ سے زیادہ خریدار بنانے پر زور دیا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت جماعت کی ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت وقف ہے۔ نوجوانوں کو چاہیئے کہ اس تحریک میں ضرور حصہ لیں۔ آپ نے احباب جماعت کو تحریک فرمائی کہ آپ بار بار مرکز میں آیا کریں تا کہ مرکز سے مضبوط تعلق استوار ہو سکے۔ آپ نے ربوہ میں مستقل رہائش اختیار کرنے والوں سے فرمایا کہ ہر شخص کو ایک سال میں ایک ماہ کا وقف کرنا ہوگا۔ دینی اخلاق کی پابندی کرنا ہوگی تا کہ احمدی دنیا کے لئے نمونہ بن سکیں۔

آپ نے جماعت احمدیہ کو ایسی کتب شائع کرنے کی تحریک فرمائی جو جماعت کی علمی، تحقیقی، مذہبی اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ آپ نے فرمایا یہ کتابیں سلیس اردو میں لکھی جائیں تا کہ معمولی پڑھا لکھا بھی انہیں پڑھ کر سمجھ سکے۔ آپ نے قادیان سے ہجرت کرنے پر جماعت کو صبر و برداشت کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ دین حق کی اشاعت کے لئے یہ ضروری تھا۔ آپ نے فرمایا دین کی اشاعت نہایت اہم تھی اس لئے میں نے قادیان چھوڑنا قبول کرلیا اور پاکستان آگیا۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ نے جلسہ کے آخری دن تیسرے روز کے اجلاس اول میں خطاب کرتے ہوئے قادیان کے درویشوں کی طرف سے سب کو سلام پہنچا کر فرمایا:

قادیان سے ہجرت کرنا ایک اہم واقعہ ہے لیکن آپ احباب غم نہ کریں خدا تعالیٰ کی یہی مرضی تھی پھر نہایت درد بھری آواز میں اپنا ایک شعر پڑھا

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں

اس جلسہ میں دس ہزار مہمانوں کا انتظام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری سولہ ہزار سے بھی زیادہ ہوگئی اور اس مبارک جلسہ کے اختتامی خطاب میں حضرت فضلِ عمرؓ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم وہ قوم ہو جو آج اسلام کی ترقی کے لئے بمنزلہ بیج کے ہو۔تم وہ درخت ہو جس کے نیچے دنیا نے پناہ لینی ہے تم وہ آواز ہو جس کے ذریعے حضرت محمد ﷺ اپنا پیغام دنیا کو سنائیں گے۔تم وہ اولاد ہو جس پر حضرت محمد ﷺ فخر کریں گے اور اپنے خدا کے حضور کہیں گے کہ اے میرے ربّ! جب میری قوم نے قرآن پھینک دیا تھا اور تیرے نشانات کی قدر کرنے سے منہ موڑا تھا۔تو یہ وہ چھوٹی سی جماعت تھی جس نے اسلام کے جھنڈے کو تھامے رکھا۔ اسے مارا گیا۔بدنام کیا گیا اسے بے گھر کیا گیا اور اسے مصیبت کی چکیوں میں پیسا گیا مگر اس نے تیرے نام کو اونچا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔جو آج بھی اپنی ہستی کے زندہ نشان ظاہر کر رہا ہے۔''

دورِ خلافتِ ثالثہ کا پہلا جلسہ سالانہ 1965

اس جلسہ میں رمضان المبارک کے پیشِ نظر مجلس مشاورت اور حضرت امام جماعت احمدیہ کی منظوری کے بموجب حسب معمول 26-27-28 دسمبر کی بجائے 19-20-21 کو ربوہ میں منعقد ہوا۔ یہ جلسہ سالانہ خدائی وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور عظیم الشان خدائی نشانوں کا مظہر ثابت ہوا۔ اس سال بہت سی مجبوریوں اور رکاوٹوں کے باوجود احباب کی تعداد خلافِ توقع 80 ہزار سے بھی اوپر جا پہنچی۔
(مصباح ربوہ جنوری 1992 صفحہ 60)

1966 کو بعض وجوہ کی بناء پر جلسہ منعقد نہیں ہوسکا بلکہ یہ جلسہ جنوری 1967 میں ہوا اور 1967 کا جلسہ جنوری 1968 میں ہوا۔اس کے بعد معمول کے مطابق دسمبر 1968 میں بھی جلسہ ہوا۔اس کے بعد 1971 کا جلسہ ملکی حالات خراب ہونے کے باعث منعقد نہ ہوسکا۔28 دسمبر 1973 کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صد سالہ جوبلی کے منصوبے کا اعلان فرمایا۔1975 کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضورؒ نے پوری قوم و جماعت کے قابل طلباء کی بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے لئے چھ وظائف کا اعلان فرمایا۔آپ کی زندگی میں طلباء کو تمغہ جات دینے کی چھ تقاریب ہوئیں۔چھٹی اور آخری تقریب 27 دسمبر 1981 کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوئی جو آپ کے دور کا آخری جلسہ ثابت ہوا۔

خلافتِ رابعہ کا پہلا جلسہ سالانہ
26 تا 28 دسمبر 1982

''یہ 90 واں جلسہ سالانہ تھا۔جس میں دو لاکھ بیس ہزار افراد شامل ہوئے۔ 27 ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔اس کے بعد جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے جلسہ سالانہ ربوہ پر پابندی لگادی جو اب تک جاری ہے۔ربوہ میں جلسوں کے دنوں میں عجیب رونق ہوتی۔سپیشل ٹرینیں آتیں لوگ نعرے لگاتے ہوئے آتے۔دو اڑھائی لاکھ فدائی ربوہ میں سما جاتے اور کوئی مسئلہ نہ ہوتا۔اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نان سب کو کفایت کر جاتا۔گھروں میں وسعت ہو جاتی۔عام حالات میں نہ کوئی ٹرینوں میں اس طرح کے سفر کا سوچ سکتا ہے نہ اس قدر تنگی میں شب بسری کر سکتا ہے نہ گیلی کسیر پر گھٹنوں بیٹھنے کا تصور کر سکتا ہے مگر وہ سب کچھ ہنسی خوشی ہوتا تھا۔جلسہ میں بیٹھ کر کینوں، چلغوزے اور مونگ پھلی کا کھانا آج بھی یاد آتا ہے۔آج کل ربوہ میں جلسے نہیں ہو رہے تب بھی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کے لئے ربوہ آجاتے ہیں۔دسمبر کے آخر میں خوب چہل پہل ہوتی ہے۔مسجد اقصیٰ بھر جاتی ہے لوگ تہجد پڑھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔''
(ربوہ دارالہجرت صفحہ 298)

1991 میں صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضورؒ قادیان تشریف لے گئے تھے اس جلسہ کی حاضری 25 ہزار تھی۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن آمد کے بعد وہاں باقاعدگی سے ہر سال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا رہا۔ پہلی بار 31 جولائی، یکم اور 2 اگست 1992 کا جلسہ براہِ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔ 1993 کے لندن کے جلسہ سالانہ پر پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی جسے براہِ راست MTA کے ذریعہ دکھایا گیا۔ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ مرکز لندن میں خلافتِ رابعہ کے دور کا آخری جلسہ سالانہ 2002 میں منعقد ہوا جس میں انیس ہزار چار سو افراد نے شرکت کی اور عالمی بیعت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 20,654,000 افراد نے احمدیت قبول کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب ہر سال جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر منعقد کی جاتی ہے۔

خلافتِ خامسہ کا پہلا جلسہ سالانہ

25 تا 27 جولائی 2003

''یہ برطانیہ کا 37 واں جلسہ سالانہ تھا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ حضور انور نے اس جلسے کے افتتاحی خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کے اغراض و مقاصد اور برکات پر مشتمل اقتباسات کی روشنی میں جماعت کو نصائح فرمائیں۔ اس تاریخی جلسہ سالانہ میں 81 ممالک سے 25000 افراد شامل ہوئے۔ الحمدللہ۔''

لندن کے اڑتیسویں جلسہ (2004) میں 25 ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔ 2005 کے لندن کے جلسہ میں 25000 سے زائد عشاقِ اسلام حاضر تھے۔

2005 کے سال کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اس میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب بحیثیت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان دارالامان کے جلسہ سالانہ میں پہلی بار شرکت فرمائی اور اس جلسہ میں ستر ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔ (اس سے پہلے 1991 میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ؒ جماعت کے 100 ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان دارالامان تشریف لے گئے تھے۔) 28 تا 30 جولائی 2006 جماعتِ احمدیہ برطانیہ کا 40 واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے 12 زبانوں میں تمام جلسہ کی کارروائی براہِ راست نشر کی گئی، اس جلسہ میں قریباً 30,000 احباب نے شرکت کی۔

یوں تو شروع میں جلسہ سالانہ صرف جماعتِ احمدیہ کے مرکز میں ہوتا تھا پھر ہجرت کے بعد سے لے کر حکومت کی طرف سے پابندی تک ربوہ دارالہجرت میں خلیفہء وقت کی قیادت میں ہوتا رہا، خلیفہء وقت کی لندن ہجرت کے بعد ہر سال مرکزی اور عالمی جلسہ سالانہ لندن میں منعقد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی خلیفہء وقت کی منظوری اور ہدایات کے تحت مقامی امیر صاحبان کی سربراہی میں جلسہ ہائے سالانہ ہوتے ہیں۔ بسا اوقات خلیفہ وقت بھی خصوصاً ان جلسوں میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ حضورِ انور کی شرکت نہ صرف جلسے کی آب و تاب میں اضافہ کا باعث بنتی ہے بلکہ یہ مقامی جماعت کیلئے نہایت برکت، کامیابیوں، اشاعتِ اسلام اور تجدید عہد کی بھی حامل ہوتی ہے۔

ان بستیوں سے تعارف اور مودت کا آغاز ہوتا ہے جو تقدیرِ باری کے تحت آغوشِ احمدیت میں داخل ہوتی ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ دنیا میں جہاں کہیں بھی منعقد ہوتا ہے اس کے اغراض و مقاصد بھی وہی ہوتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے تقریباً ایک سو پندرہ برس قبل بیان فرمائے تھے۔ 22 دسمبر 1891 کو نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے نام ایک مکتوب میں حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ:

''میں پہلے خط لکھ چکا ہوں کہ ایک آسمانی فیصلہ کے لئے میں مامور ہوں اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کیلئے میں نے 27 دسمبر 1891 کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے۔ متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم، بحوالہ تذکرہ صفحہ 194)

خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اس ''آسمانی فیصلہ'' پر مامور ایک عاشقِ رسول ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں، خلیفہء وقت کی بابرکت قیادت میں مکمل طور پر مخلص ہوتے ہوئے جلسوں میں شامل ہونے اور ان سے برکات حاصل کرنے کی توفیق ملتی رہے۔ آمین۔

دوغزلہ

حضرت صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ

ایسے ایسے بھی ہیں مہرباں شہر میں
لیتے رہتے ہیں جو امتحاں شہر میں
چاک جیب و گریبان ہوتے رہے
اور بکھرتی گئیں دھجیاں شہر میں
ہر کہی اَن کہی کے فسانے بنے
ہر زباں پر ہے اک داستاں شہر میں
تیرے جُرموں کی فہرست بننے لگی
ہو رہی ہیں یہ سرگوشیاں شہر میں
دل جلے کیا بہت آنچ دینے لگے
پھیلتا جا رہا ہے دھواں شہر میں
گھر کے گوشے میں چپکے سے بیٹھے رہو
گھومتے پھر رہے ہو کہاں شہر میں
خیر ہو میرے گھر کی مجھے اس سے کیا
بن گئے کس کے کتنے مکاں شہر میں
شک کی فصلیں ہیں پروان چڑھنے لگیں
بیج وہ بوگئے بدگماں شہر میں
اپنے رازوں کا بھی راز ان سے ملا
ایسے پائے گئے رازداں شہر میں
اس کے عیبوں کی تشہیر ہو نے لگی
جس کی مشہور تھیں خوبیاں شہر میں
جانے کیسے کہاں سے یہ کون آگئے
میرے اور آپ کے درمیاں شہر میں
کوئی مفہوم بھی اخذ نہ ہو سکا
اتنی بولی گئیں بولیاں شہر میں
ذات اپنی بھی مشکوک لگنے لگی
ایسے جاری ہوئے ہیں بیاں شہر میں
وہ سخن داں، سخن فہم ہی اب نہیں
کون سمجھے گا میری زباں شہر میں

............2............

گھات میں ہے صفِ دشمناں شہر میں
ہیں ہدف اس کا خرد و کلاں شہر میں
کیوں ہے لفظوں پہ قدغن لگائی گئی
چیختی ہیں یہ خاموشیاں شہر میں
اس کے لب بھی سکوت آشنا ہوگئے
بند کی جس نے میری اذاں شہر میں
آشیانے سبھی کے سلامت رہے
کوندتی گو رہیں بجلیاں شہر میں
رحمتوں کے خزانوں کے منہ کھل گئے
اور بھرتی رہیں جھولیاں شہر میں
آج بھی وجہِ تسکین ہے دوستو
رونق و محفلِ دوستاں شہر میں
اس کی رحمت کے صدقے کڑی دھوپ میں
میرے سر پہ ہے اک سائباں شہر میں
ہے دُعا اس کے جلوے اترتے رہیں
گھر بہ گھر، دل بہ دل جاں بجاں شہر میں
آج بھی دہر میں عافیت ہے کہیں
تو ہے بس میرے دارالاماں شہر میں

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تُو

جلسہ سالانہ ربوہ

امتہ اللطیف، آسٹن

کہتے ہیں کہ ماضی بہت حسین ہوتا ہے۔ واقعی ماضی کے جھروکوں سے جھانک کر دیکھیں تو گزرے ہوئے ایّام میں مختلف ادوار نظر آتے ہیں کہیں بچپن کا شاہی دور، کہیں طالب علمی کے فکر اور بے فکری کے ملے جلے رنگوں کا دَور، غرضیکہ یہ گزرا ہوا وقت ایک خواب کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جس میں رنگا رنگ کی تصاویر ابھرتی چلی جاتی ہیں۔ مجھے بھی اپنے اس دور کے بلکہ بے حد اوائل بچپن کے واقعات بھی بخوبی یاد پڑتے ہیں لیکن بعض واقعات ایسے ہیں جو ذہن پر ایک دائمی اور انمٹ اثر چھوڑ گئے ہیں۔ 1960 کے اوائل کا زمانہ ہے جس میں پڑھائی اور امتحانات کے علاوہ بھی بعض ایسی سرگرمیاں ہیں جن میں ہم نے بھرپور حصہ لے کر اپنا وقت بہت اچھا گزارا۔ کبھی اجتماعات، کہیں کالج کی سرگرمیاں، کہیں سالانہ تقریبات اور ان سب کا نقطہءعروج **جلسہ سالانہ!!**

جہاں تک مجھے یاد ہے جلسہ سالانہ میرے ذہن پر ایک گہرا اثر چھوڑ گیا ہے۔ وہ کیا دن تھے اور کیا راتیں۔ ربوہ کے شب و روز کی کیا بات۔ رہ رہ کر ایک شعر کا مصرعہ یاد آتا ہے ع

اک مست قلندر رہتا ھے دریا کے کنارے ربوہ میں

ربوہ کی اہمیت پوری دنیا میں بسنے والے احمدیوں کیلئے جو تھی اور ہے اس کا ذکر کرنے کیلئے مناسب الفاظ کہاں سے لاؤں؟ جلسہ سالانہ کے بابرکت ایّام میں پوری دنیا سے احمدی پروانوں کی طرح کھنچے چلے آتے نہ صرف بیرونی ممالک سے بلکہ پاکستان کے مختلف شہروں سے اُمڈتے چلے آتے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب کوتاہ نظر دشمن کی نگاہِ حسد پڑنے سے پہلے ربوہ میں جلسہ سالانہ پوری شان و شوکت سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اہالیانِ ربوہ سرتاپا مجسم میزبان بن کر ان قُدوسیوں کی پیشوائی کرتے خندہ پیشانی سے استقبال کرتے۔ رہائش کا بہترین انتظام کرتے، ان مہمانوں کو سر آنکھوں پر بٹھا کر مہمان نوازی کا حظّ اٹھاتے اور اگلے سال دوبارہ ملنے کی اُمید پر مخلصانہ دعاؤں سے رخصت کرتے، کیا مہمان اور کیا میزبان سب کے سب رات دن نمازوں اور دعاؤں میں گزارتے، ذکرِ الٰہی سے راتیں مہکتیں، مسجدوں میں تہجد اور درس ہوا کرتے، اور دن جلسہ کی رونقوں سے آباد و روشن ہوتے۔ یہ ان دنوں کی برکتیں ہیں جو سب مل کر حاصل کرتے۔ آنے والے مہمان بھی اور خدمت پر کمر بستہ میزبان بھی۔ اُن دنوں جلسہ سالانہ 28,27,26 دسمبر کو ہوا کرتا تھا۔ کئی دن پہلے ہی سکول کالج بند ہونے کے ساتھ ہی مہمانوں کے لئے رہائش، ضیافت وغیرہ کا تمام انتظام کرلیا جاتا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے خواتین اور بچیوں کے لئے نصرت گرلز ہائی سکول، جامعہ نصرت اور لجنہ اماء اللہ ہال میں رہائش کا انتظام کیا جاتا تھا، ان عارضی رہائش گاہوں میں لڑکیاں مختلف شعبوں میں مثلاً استقبال، ملاقات، روشنی کا انتظام صفائی وغیرہ میں ڈیوٹیاں دیا کرتی تھیں اور منتظمات ان کارکنات پر نگران ہوتیں۔ مہمانوں کے استقبال کیلئے Gate پر نصب ایک ''خیمہ استقبال'' ہوتا تھا۔ وہاں پر مختلف شہروں سے آنے والی مہمان خواتین کا استقبال کر کے ان کو مقررہ کمروں تک پہنچایا جاتا۔ استقبال کا انتظام نہایت عمدہ ہوتا تھا۔ مردانہ رہائش گاہیں الگ مقامات پر ہوتیں جہاں مرد حضرات ٹھہرائے جاتے لیکن جب بھی ان کو اپنے ساتھ آنے والی فیملی سے ملنا ہوتا تو اس کا بھی بخوبی انتظام تھا۔ اس مقصد کیلئے ''خیمہ برائے ملاقات'' کی سہولت موجود ہوتی، بعض اوقات رات گئے باپ ان ملاقاتی خیموں میں بچوں سے

ملنے آتے کیونکہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کارکنات اکثر مہمانوں سے بات چیت کرتیں، بیمار خواتین کا احوال معلوم کرتیں اسلئے فیملی ملاقات کیلئے رات گئے ہی موقعہ میسر آتا۔

عموماً بیمار خواتین کیلئے 'پرہیزی' کھانے کا انتظام ہوتا تھا۔ دوائی اور علاج کے لئے Emergency کا انتظام بھی ہوتا۔ ایک خیمہ ایک لیڈی ڈاکٹر کے لئے مخصوص ہوتا جس میں ادویات بھی مہیا تھیں۔ وہ First Aid کے ذریعہ سے ہر قسم کی Emergency کو بخوبی سنبھال لیتیں۔ کبھی بھی کسی بیمار کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ مہمان خواتین کھانے سے فارغ ہو کر نماز ادا کرتیں۔ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتیں بعض دفعہ کارکنات کو پاس بٹھا کر دن بھر کی روئیداد سناتیں۔ اپنے تاثرات بیان کرتیں۔ ہمیں اس وقت احساس ہوتا کہ ہم ربوہ میں رہنے والوں کی نسبت وہ ربوہ سے اور اہالیانِ ربوہ سے کتنا اُنس رکھتی ہیں۔ رات کو ان کو آرام وسکون سے سوتا دیکھ کر ہم باہر آجاتے۔ باہر نکل کر رہائش گاہ کے سامنے کھلے میدان کا عجیب وغریب نظارہ ہوتا۔ پانی کا انتظام خاطر خواہ ہوتا۔ روشنی کا انتظام آج سے چالیس سال قبل گویا ایک معجزہ سے کم نہ تھا۔ Restrooms کے پاس جو کہ ان رہائش گاہوں سے کچھ فاصلے پر بنائے جاتے تھے، ہر وقت کارکنات کی شفٹوں میں ڈیوٹی ہوتی تھی تا پانی کا انتظام درست اور صفائی کا انتظام خاطر خواہ ہو، اسلئے Ground میں Flood Lights کا انتظام تھا کہ روشنی دُور دُور تک پہنچ سکے۔ ان چکاچوند روشنیوں کو دیکھ کر ایک لحہ کیلئے میری آنکھ نم ہوگئی کہ جس عظیم ہستی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے خدا نے کھانے، رہائش گاہ اور light کی اتنی فراوانی کر دی ہے وہ اپنے زمانہ میں قادیان میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے راتوں کو موم بتی اور لیمپ کی روشنی میں مضامین لکھا کرتے تھے۔ غالباً یہ آنسو شکر گزاری کے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے وعدے پورے کر دیئے ہیں۔ کہ اس جلسہ سالانہ کے لئے قومیں تیار کی جائیں گی۔

مجھے اپنی خوش نصیبی کا ایک واقعہ بھی یاد آرہا ہے، جلسہ گاہ میں ایک دفعہ مجھے اور میری ایک ساتھی کو محترمہ چھوٹی آپا حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کی تقریر کو زود نویسی کے رنگ میں لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ تقریر 'پردہ' پر تھی۔ سورہ النور اور احزاب کی آیات کی روشنی میں 'غضِ بصر' پر بہت تاکید کی۔ مجھے یاد ہے کہ جانے کیا لکھا کیا نہ لکھا لیکن یہ بات میرے دل ودماغ میں میخ کی طرح گڑ گئی۔ بعد میں جب ہم سڑکوں پر جارہے ہوتے تو دور سے نظر پڑتی کہ کوئی صاحب آرہے ہیں تو اسی وقت نظر جھکا لیتے کہ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے ہمیں غضِ بصر کی تاکید کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ ایک دن حضرت چھوٹی آپا مریم صدیقہ صاحبہ کی تقاریر کا ترجمہ نئی نسل تک ضرور پہنچے گا اور وہ ان سے استفادہ کریں گی، آمین۔

ایک اور بات مجھے یاد ہے کہ جب ہم ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر رات گئے لوٹ کر گھر آتیں تو عموماً ایک طرف جانے والی لڑکیاں اکٹھی ہو کر نکلتیں جوں جوں جس کا گھر آتا جاتا وہ لڑکی اپنے گھر کے اندر چلی جاتی۔ تمام لڑکیاں اس کو گھر کے دروازے تک چھوڑ آتیں۔ پہلی دوسری، تیسری۔۔۔ کو باری باری گھر تک چھوڑ آتیں۔ اور جب آخری لڑکی اکیلی رہ جاتی تو اس سے پہلے والی لڑکی اپنی امی کو ساتھ لے کر اس اکیلی کو گھر تک چھوڑ آتی۔

دن میں ربوہ جیسی بابرکت، پرسکون بستی کا نظارہ عجیب تھا۔ ہر سڑک، محلّہ، گلی کی نکڑ پر خدام پہرہ دیا کرتے تھے۔ ہم اکیلی لڑکیاں، خواتین بے خوف گھر سے نکلتیں۔ سکول، کالج، بازار، بہشتی مقبرہ، لجنہ ناصرات کے کاموں، سہیلیوں کے گھروں کے لئے نکلتیں اور بحفاظت کام کر کے واپس آجاتی تھیں۔ حالانکہ ان دنوں Mobile Phones تو کیا ہر گھر میں ٹیلیفون بھی نہیں پہنچا تھا۔ جتنی حفاظت کا احساس ان دنوں اس ماحول میں ربوہ میں تھا غالباً دنیا کے کسی کونے میں اتنا میسّر نہ تھا۔

بات جلسہ سالانہ کی ہو رہی تھی۔ یہ تین بابرکت ایّام پر لگا کر اُڑ جاتے۔ عارضی رہائش گاہوں سے مہمانوں کے جانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ جانے والوں کو بھی اور پیچھے رہ جانے والوں کو بھی یوں محسوس ہوتا گویا آپس میں برسوں کی یگانگت ہے۔ دُور جانے والے مہمانوں کیلئے دل اُداس ہو جاتے۔ جانے والے بھی اُداس ہوتے۔ تحائف کے لین دین کا پُر محبت سلسلہ بھی ہوتا۔ گلے ملنا، ایک دوسرے کیلئے تشکر کے جذبات کا اظہار اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے جاری کردہ اس سلسلے کے تحت دوبارہ ملنے کی خواہش کے ساتھ رخصتی ہوتی۔ پیار و یگانگت کا یہ گہرا نقش اور انوکھا احساس یقیناً آج اس کرۂ ارض پر جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ہی مخصوص ہے، یہ ایک انمول دولت ہے۔ غرضیکہ خیمہ استقبال تک پہنچاتے پہنچاتے آنسو بھی نکل آتے۔ یہ پیار

محبت تو کچھ خرچ کئے بغیر ہی بے غرض ملتا تھا۔ خیمہ استقبال سے مرد حضرات اپنی اپنی فیملی کو لے کر اسٹیشن یا بس سٹینڈ کو روانہ ہو جاتے۔

کارکنات کی، جنہوں نے تین چار روز کھانے، پینے، سونے، جاگنے کی پرواہ کئے بغیر انتھک کام کیا' حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت اور دلداری کی' حوصلہ افزائی کیلئے ایک میٹنگ ہوتی جس میں منتظمہ صاحبہ کام کرنے والوں کی صلاحیتوں اور جذبوں کو سراہتیں اور آئندہ بہتر کارکردگی کی دعائیں ہوتیں۔

دعاؤں، تہجد، ذکرِ الٰہی کے ساتھ ساتھ تلاوتِ قرآن کریم، درسِ احادیث، علم وعرفان کی بارش ہونے کے ساتھ ساتھ یہ دن پیار ومحبت سے گزر جاتے اور آئندہ سال تک کیلئے دلوں پر گہرا نقش چھوڑ جاتے وہی گہرا نقش جو آج بھی ہمارے ذہنوں پر موجود ہے۔ برسوں سے بچھڑے ہوئے رشتہ دار عزیز ملتے اور تعلقات بہتر ہوتے۔

آج دن بدن ترقی کے لئے سامان مہیا ہونے سے نئے نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ گو کہ سلسلے اب بھی وہی ہیں۔ لیکن وہ بستی، اس بستی کے قیام کا زمانہ، اس کا جلسہ سالانہ اور قیام کے بعد کے ابتدائی پندرہ بیس سال، قدرتی گرد و غبار جس میں اس مست قلندر کے دیوانوں نے سانسیں لی تھیں، وہی گرد و غبار والا ماحول آج کے ترقی یافتہ دور میں روشنیوں سے جگمگاتے محلات وعمارات سے بھی زیادہ عزیز محسوس ہوتا ہے اور آئندہ نسلوں کیلئے روشنی کے بلند و بالا میناروں کی حیثیت رکھتا ہے۔

مہمانوں کے جانے کے بعد رہائش گاہوں کی صفائی کا انتظام غالباً مرد حضرات کے سپرد ہوتا تھا۔ وہ اپنی رہائش گاہوں کو ایسی تندہی اور خوبی سے صاف کرتے کہ دوبارہ جلد ہی اپنی خوبصورتی کے ساتھ وہ پھر سے تعلیمی ادارے دکھائی دینے لگتے۔ انہی جگہوں پر جہاں طالبات علم کی پیاس بجھایا کرتیں وہاں تین دنوں میں دنیا بھر سے خواتین آکر علم وعرفان کے موتیوں سے جھولیاں بھر بھر کرلے جاتیں ۔

ایں چشمہء رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو

حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

سب سے پہلا فوٹو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیا گیا وہ غالباً 1901 میں اس ضرورت کیلئے تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ میں اشاعت کے واسطے ایک کتاب تصنیف کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب نے انگریزی میں کرنا تھا اور تجویز ہوئی کہ چونکہ یورپ میں ایسے قیافہ شناس اور مصوران تصاویر بھی ہیں جو صرف تصویر کو دیکھ کر کسی شخص کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرتے ہیں۔۔۔اس غرض کے لئے لاہور سے ایک فوٹو گرافر منگوایا گیا جس نے جو مطلوبہ تصویریں تھیں الگ الگ لیں مگر بعد میں دوسرے احباب کی درخواست پر ایک گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔

مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر یورپ کے بعض بڑے آدمیوں کو دکھائی تو انہوں نے کہا He is a great thinker یعنی بہت سوچنے والا آدمی ہے۔

ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ لاہور میں تھے۔۔۔، اُن ایام میں ایک انگریز وہاں آیا جو تصویر دیکھ کر قیافہ شناسی کا مدعی تھا۔ کئی ایک لوگ بطور تماشہ بعض تصاویر اس کے پاس لے گئے وہ بتلاتا رہا کہ یہ کیسا آدمی ہے میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اُس کے آگے رکھی۔ اور اُس سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے وہ بہت دیر تک اس تصویر کو دیکھتا رہا اور آخر اس نے کہا کہ کسی اسرائیلی پیغمبر کی تصویر ہے۔

جب میں امریکہ میں تھا تو ایک لیڈی کا ایک دوسرے شہر سے مجھے خط آیا کہ مجھے کشف میں ایک ہندوستانی بزرگ ملا کرتے ہیں اور میری مشکلات میں میری رہنمائی کیا کرتے ہیں کیا آپ مجھے یہ بتلا سکتے ہیں کہ وہ کون صاحب ہو سکتے ہیں۔ میں نے اسے چند ایک فوٹو بھیجے جن میں ایک فوٹو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی تھا۔ اُسی پر نشان کر کے اُس لیڈی نے مجھے لکھ بھیجا کہ یہ وہ بزرگ ہیں۔

1907 میں جبکہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمرکاب شملہ میں تھا تو ایک دن مہاراجہ صاحب الور کی ملاقات کے واسطے میں انکی کوٹھی پر گیا۔ اور ان کو تبلیغ کے لئے چند کتابیں بھی ساتھ لے گیا۔ اُن کے ویٹنگ روم میں مَیں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں دیوان عبدالحمید صاحب وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ اور چند دیگر معززین بھی آگئے اور ایک انگریز بھی وہاں پہنچے۔ جنہوں نے بیان کیا کہ میں مہاراجہ صاحب کا منجم ہوں اس بات کو سن کر دیوان صاحب اور دوسرے لوگ اُن انگریز منجم سے باتیں دریافت کرتے رہے۔ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ایک کتاب میں سے نکال کر اُس کے آگے رکھی جس کو بہت غور سے دیکھ کر اس نے کہا یہ خدا کے کسی نبی کی تصویر ہے۔

(ذکرِ حبیب صفحہ 372-374)

ایک محفلِ شعروسُخن کی روئیداد

برموقع جلسہ سالانہ امریکہ،2 ستمبر 2006

(رپورٹ: ناصر جمیل)

Mid Atlantic Association for Literature Appreciation (MAALA) بالٹی مور، فلاڈیلفیا، واشنگٹن ڈی سی اور ورجینیا کے علاقہ میں بسنے والے اور برّصغیر سے تعلق رکھنے والے شائقینِ شعروادب کی ایک غیر رسمی انجمن ہے جس کا قیام دسمبر 2004 میں عمل میں آیا۔ نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ادبی وشعری نشستوں کا اہتمام کرنا بھی اس انجمن کے قیام کا ایک مقصد ہے۔

کئی برس سے جماعت احمدیہ کے شعروادب سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں میں یہ تجویز گردش کرتی رہی ہے کہ جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر ایک شعرو سخن کی محفل منعقد ہونی چاہیئے۔ آخر کار اس سال یہ بات ''چاہیئے'' سے ایک قدم آگے بڑھی اور جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر پہلی بار امیر صاحب امریکہ کی اجازت سے ایک یادگار شعری محفل منعقد کرنے کی سعادت MAALA کے حصہ میں آئی۔

اس تقریب کے انعقاد کے لیے ہمیں افسر صاحب جلسہ سالانہ مکرم وسیم حیدر صاحب، مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے مکرم پیر حبیب الرحمان صاحب اور اُن کی کیمرہ ٹیم کے مکرم شہزاد بٹ صاحب کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ ان کے علاوہ MAALA کی جانب سے مکرم صادق باجوہ صاحب، مکرم منصور خان صاحب، مکرم مظہر منصور صاحب اور مکرم عدنان احمد صاحب کی خدمات قابل ذکر ہیں جن کے بغیر اس نشست کا اہتمام اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا۔ مکرم مکرّم خان صاحب، مکرم راجہ ناصر صاحب اور مکرم پرویز اسلم صاحب نے پبلسٹی کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

اس محفل میں جماعت احمدیہ امریکہ میں شمولیت کے لیے تشریف لانے والے تقریباً 20 شعراء کرام نے سننے والوں کو اپنے خوبصورت کلام سے محظوظ کیا اور باذوق حاضرین سے خوب داد وصول کی۔ امیر جماعت احمدیہ امریکہ مکرم ومحترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ تقریب میں شریک ہوکر محفل کو رونق بخشی اور شعراء کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس پُر رونق اور باوقار تقریب کا انعقاد Dulles Expo Center میں موجود Holiday Inn کے خوبصورت اور انتہائی آرام دہ کانفرنس ہالز میں ہوا۔ ان ہالز میں 100 سے زائد مرد حضرات اور 50 سے زائد خواتین کے لیے جماعت احمدیہ کی روایات کے مطابق علیحدہ علیحدہ نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ خواتین کے لیے مشاعرہ کی کارروائی ٹیلی ویژن مانیٹر پر دکھانے کا احسن انتظام کیا گیا تھا۔ شائقین کی تعداد نشستوں کی تعداد سے تجاوز کر جانے کے باعث بہت سے خواتین وحضرات نے کھڑے ہوکر نہایت تحمل سے آخری لمحہ تک شعراء کو سُنا اور محظوظ ہوئے۔

تقریب سے پہلے خاکسار (ناصر جمیل) نے حاضرین کی خدمت میں MAALA کا مختصر تعارف پیش کیا اور اس انجمن کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ اس کے بعد صدر مشاعرہ مکرم ومحترم مبشر احمد صاحب کو کرسی صدارت اور مکرم عدنان احمد صاحب کو مشاعرہ کی نظامت سنبھالنے کی درخواست کی

گئی۔

ٹھیک سوا نو بجے مکرم زین العابدین صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا باقاعدہ آغاز کیا۔ بعدازاں مکرم سعادت احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ حمدیہ کلام پیش کیا۔

اس کے بعد عدنان احمد صاحب نے اپنے اچھوتے انداز میں نظامت کا آغاز کیا۔ صدر مشاعرہ محترم مبشر احمد صاحب کے علاوہ درج ذیل شعراء کرام نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا:

میری لینڈ سے صادقؔ باجوہ، بشارت جمیلؔ، منصورؔ خان، اکرم کاشفؔ، حارثؔ راجہ، ناصرؔ جمیل، محمد احمد ناصر،

ہیوسٹن ٹیکساس سے تنویر اقبال،

نیویارک سے کریمؔ شریف،

ورجینیا سے فہیمؔ احمد، مرزا نصیر احسان، سید محمود شاہ، سلطان احمد،

نیوجرسی سے حافظ سمیعؔ اللہ، امتیاز چوہدری، مقبول احمد،

واشنگٹن ڈی سی سے اکرم ثاقبؔ، اوہایو سے مہدی علی چوہدری اور میسا چیوسٹس سے رشید شمس۔

جلسہ سالانہ امریکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی متوقع شمولیت اور بعد میں ہنگامی منسوخی پر صادق باجوہ اور حارث راجہ نے اپنے جذبات کا منظوم اظہار احباب کی خدمت میں پیش کیا۔ صادق باجوہ کے کلام کی پذیرائی بذریعہ خط حضور ایدہ اللہ نے بھی فرمائی جو کہ صادق باجوہ صاحب نے مکرم امیر صاحب کی موجودگی میں حاضرین کو پڑھ کر سُنایا۔

محفل کا اختتام ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے شب صدرِ مشاعرہ مکرم مبشر احمد صاحب کے خوبصورت اور برجستہ کلام کے ساتھ ہوا جس کو حاضرین نے خوب سراہا۔

موجود حاضرین کے علاوہ اُن تمام احباب نے جن کو اپنے دوستوں کے توسط سے اس محفل کی دلچسپ روداد سننے کا اتفاق ہوا MAALA کی اس کاوش کو خوب سراہا اور توقع ظاہر کی کہ یہ دلچسپ سلسلہ جلسہ سالانہ کا ایک مستقل فیچر بن سکے گا۔

تلاشِ التفاتِ ناگہاں

ثاقب زیروی

قلم نعتِ پیمبرؐ میں رواں ہے ایک مدّت سے
مِرا ذوقِ سُخن گوئی جواں ہے ایک مدّت سے

نظر مُجھ پر کسی کی مہرباں ہے ایک مدّت سے
گناہوں سے مجھے حاصل اماں ہے ایک مدّت سے

جسے فاران کی چوٹی نے پہلی بار دیکھا تھا
وہی مہرِ مسلسل ضو فشاں ہے ایک مدّت سے

بساطِ طُور بھی دیکھی ، مقامِ دار بھی دیکھا
خُدا جانے ترا جلوہ جہاں ہے ایک مدّت سے

چراغِ محفلِ اصنام ہیں اس دل کے کعبہ میں
خیالوں پر مُسلّط اِک دھواں ہے ایک مدّت سے

زمانے کے تصوّر نے عجب انداز بدلا ہے
کہ دامانِ تقدّس دھجیاں ہے ایک مدّت سے

بہت بیتاب رکھتا ہے مجھے ذوقِ جبیں سائی
جبیں سے دُور تیرا آستاں ہے ایک مدّت سے

مِری مرحوم ہستی کو عطا حسنِ یقیں کردے
کہ مجھ سے میرا دل بھی بدگماں ہے ایک مدّت سے

بہت ممکن ہے ثاقبؔ وہ اچانک لُطف فرمائیں
تلاشِ التفاتِ ناگہاں ہے ایک مدّت سے

نظام وصیت کی اہمیت و عظمت

”رسالہ الوصیت“ کی روشنی میں

(عطاء المجیب راشد۔لندن)

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوّے (90) سے زائد تصانیف میں ”رسالہ الوصیت“ کو ایک بلند مقام اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔یہ کتاب دسمبر 1905ء کی تصنیف ہے۔اس کتاب کی تصنیف کا فوری پس منظر وہ متعدد الہامات ہیں جو آپ کو بار بار ہوئے اور جن میں آپ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔دنیادار تو ایسی خبر ملنے پر گھبرا جاتے ہیں لیکن خدا کے پاک بندوں کا ردّعمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس موقع پر یہ عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی اور جماعت کو قرب وفات کے بارہ میں ہونے والے الہامات سے آگاہ کرتے ہوئے تسلی دی کہ اس خبر سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو ہر دم زندہ اور حی و قیوم ہے۔ہاں آپ کی اور افراد جماعت کی طبعی فکرمندی کو دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ مسیح پاک علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ایک پودا ہے۔جس نے بہرصورت آگے بڑھنا،ترقی پر ترقی کرنا اور بالآخر ساری دنیا پر روحانی طور پر غالب آنا ہے،خدائے قادر و توانا اور علیم و خبیر نے آپ کو دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں۔ایک بشارت کا تعلق آپ کے وصال کے بعد جماعت میں روحانی نظام قیادت یعنی خلافت کے قیام سے ہے جس کو آپ نے قدرت ثانیہ کے الفاظ میں بیان کیا۔دوسری بشارت کا تعلق روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نظام وصیت کے قیام سے ہے۔ ہر دو عظیم الشان بشارتوں کی تفصیل اور متعلقہ امور کی وضاحت حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کتاب ”الوصیت“ میں تحریر فرمائی ہے۔یہ کتاب اگرچہ کتابی سائز کے صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن غیر معمولی شوکت والے بیانات سے بھری ہوئی ہے۔

اس مضمون میں یہ ارادہ کیا ہے،وباللہ التوفیق،کہ نظام وصیت کی اہمیت اور عظمت کے مضمون کو رسالہ الوصیت میں مندرجہ تحریرات کی روشنی میں کسی قدر اجاگر کیا جائے۔حتی الوسع اسی ترتیب کے ساتھ جس طرح یہ بیانات کتاب میں درج ہیں۔

✿...... کتاب کی بالکل ابتداء میں فرمایا:

”مَیں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں“۔

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ کتاب بہت محبت بھرے دلی جذبات کے ساتھ بطور نصیحت لکھی ہے اور خاص طور پر وہ احباب جماعت مخاطب ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے ”دوستوں“ کے پیار بھرے لفظ میں یاد فرمایا ہے۔گویا یہ محبت کرنے والے اور مسیح پاک علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والے کتاب کے اولین مخاطب ہیں اور پھر اس کتاب کے عمومی پیغام کا دائرہ دیگر لوگوں تک پھیلا ہوا ہے خواہ وہ لوگ جماعت کے ہوں یا غیر از جماعت ہوں۔

اس فقرہ سے حضور علیہ السلام نے ضمناً اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

حضور علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے کلام سے احباب کو ہمیشہ بھرپور استفادہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کا کلام اور آپ کی تحریرات کوئی معمولی تحریرات نہیں ہیں۔ ایک دوسری جگہ آپ نے اپنی تحریرات کے بارہ میں یہ الفاظ خود تحریر فرمائے ہیں جو ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنے چاہئیں۔ فرمایا:

''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔

(ازالہ اوہام صفحہ 403)

❁...... ''پہلے مَیں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی''۔

اس فقرہ میں آپ نے کتاب کے لکھنے اور اس میں نصائح درج کرنے کے فوری پس منظر کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے عربی اور اردو میں وحی الٰہی کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اسی مقدس وحی نے جہاں ایک طرف مجھے میری وفات کی خبر دی ہے (جس کی وجہ سے طبعاً ہر ایک کو فکر مندی ہوگی) اسی وحی کی وجہ سے میرے دل میں یہ تحریک ہوئی ہے کہ مَیں یہ نصائح لکھوں جن کی وجہ سے انہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے والوں کے لئے غیر معمولی تسلّی اور اطمینان قلب کی صورت پیدا ہوگی۔ گویا یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع ہے، نظام خلافت کا قیام بھی اور نظام وصیت کا اجراء بھی۔

❁...... ''ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے''

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ دونوں نظام جو اللہ تعالیٰ کی ایماء سے قائم ہوں گے نہ صرف خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہوں گے بلکہ ایسے کھلے کھلے نشانات ثابت ہوں گے کہ دنیا ہمیشہ ان کی عظمت کو دیکھتی رہے گی۔ اور ان نشانوں کا وجود کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ نظام خلافت بھی اور نظام وصیت بھی ہمیشہ جاری رہیں گے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہر دو نشانات کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور ان دونوں کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی سچائی مستقبل میں واضح تر ہوتی چلی جائے گی۔

❁...... جماعت میں نظام خلافت کے قیام کی بشارت اور جماعت کی ترقیات کے نہایت ایمان افروز تذکرہ کے بعد الوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا''۔

اس سے ایک تو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے مدفن کا نام بہشتی مقبرہ ہے اور یہ نام الہامی ہے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام نے جو طرز کلام اختیار فرمایا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام اس مقدس جگہ کے لئے عطا فرمایا ہے اور فرشتوں کی زبانی یہ نوید آپ کو عطا ہوئی۔

❁...... اس بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:

''ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔

یہ فقرہ واضح کرتا ہے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی کہ اس میں جو برگزیدہ اور متقی لوگ دفن ہوں گے وہ اس زمرۂ ابرار میں شامل ہوں گے جن کے لئے جنتی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مضمون حضور علیہ السلام کی اسی کتاب میں متعدد بار متنوع انداز میں بیان ہوا ہے اور ان سب کو یکجا نظر میں رکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نظام وصیت کی شرائط، جو اللہ تعالیٰ کے ایماء پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تحریر فرمائیں، کو پورا کرنے والے بہشتی اور جنتی لوگ ہی اس قابل بنائے جائیں گے کہ اس مقدس قبرستان میں تدفین کی سعادت ان کو ملے۔ جو اس معیار پر پورا نہ اترے گا اور عند اللہ جنتی نہ ہوگا اس کی تدفین کی راہ میں خدائے قادر کی طرف سے کوئی نہ کوئی روک ڈال دی جائے گی۔

❁...... نظام وصیت کے حوالہ سے قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تین بار بڑی ہی پُر معارف دلی دعائیں اس کے لئے کی ہیں۔پہلی بار دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس دعا میں حضور علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے بابرکت ہونے اور واقعی بہشتی مقبرہ بنائے جانے کی بھی دعا کی ہے۔اور یہ بھی کہ یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو۔ پاک دل لوگوں کی صفات کا بھی ساتھ ہی ذکر فرمادیا ہے تا یہ سب باتیں ہر موصی پر خوب واضح رہیں اور وہ صرف وصیت کرنے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ ان سب اوصاف کو واقعی طور پر اپنے اندر پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

❁...... دوسری بار کی دعا کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''مَیں پھر دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس دعا میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی محبت بھری دعا میں چند اوصاف کا ذکر فرمایا ہے تا یہ امر پوری طرح ذہن نشین رہے کہ کون سی صفات حسنہ ہیں جن کا حامل حقیقت میں ان دعاؤں کا وارث ہوگا۔ پاک دل ہونے کا ذکر اس دعا میں دوسری بار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے نزدیک نظام وصیت میں شمولیت کے لئے یہ ایک بنیادی شرط ہے اور ایک سچے موصی کا یہ بنیادی وصف ہے کہ وہ واقعی ایک پاک دل انسان بن جائے۔

❁...... تیسری بار حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور ورحیم! تُو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں۔اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں۔جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس تیسری بار کی پُر درد دعا میں بھی چند غیر معمولی اوصاف کا ذکر ہے جو ایک موصی کو صحیح معنوں میں عنداللہ موصی بنانے کے لئے ازبس لازم ہیں۔ان اوصاف پر یکجائی طور پر نظر کی جائے تو یہ امر خوب نکھر کر سامنے آتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جن پاک دل لوگوں کا ذکر پہلی دو دعاؤں میں فرمایا ہے یہ سب اوصاف گویا نیک دلی کے بلند مقام تک پہنچنے کے زینے ہیں اور ان راہوں سے گزرے بغیر نفس کو پاک کرنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

یہ امر بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے حوالہ سے اس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے تین بار بڑے درد اور الحاح سے دعائیں کی ہیں اور یہ بات اپنی ذات میں ایک غیر معمولی بات ہے جو سارے نظام وصیت کی عظمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔تینوں بار دعا کے آخر پر 'آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ' کے الفاظ بڑے اہتمام سے درج ہیں۔ یہ بھی ایک خاص بات ہے جو یہ اشارہ بھی کرتی ہے کہ وصیت کا سارا نظام رب العالمین کے اشارہ اور ایماء پر جاری ہوا اور اسی رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے اس کی بنیادوں کو استوار کیا جارہا ہے۔

ان تین بار کی دعاؤں پر اس پہلو سے بھی نظر کرنی چاہئے کہ ان میں مسیح پاک علیہ السلام نے ان اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جو آپ ایک موصی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو دراصل وصیت کے استحقاق کی شرط کے طور پر ہیں۔ اگر ابتداء میں یہ

اوصاف کسی موصی میں نہ بھی ہوں تو اسے یہ پیغام خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ صفات ہیں جو اسے اپنے ماٹو کے طور پر یاد رکھنی چاہئیں اور دیانتداری کے ساتھ یہ سب اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

❁...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا ہے:

''اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ'' یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی مقبرہ کا نام خود خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور'' بڑی بھاری بشارتیں'' اس سلسلہ میں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ اور'' ہر ایک قسم کی رحمت''اس میں اتاری گئی ہے۔ یہ سب امور اس بہشتی مقبرہ کے بلند و بالا مقام اور اس کے مہبط انوار ہونے کا قطعی ثبوت ہیں۔ اس کی عظمت کے گواہ ہیں۔ اسی وجہ سے مزید تحریر فرمایا کہ آپ نے وحی خفی کے نتیجہ میں اس مقدس قبرستان۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے تین بنیادی شرائط مقرر فرمائیں۔

1۔ شرط اول کے طور پر کچھ مالی ادائیگی جو گویا انفاق فی سبیل اللہ کا فوری اور پہلا زینہ ہے۔

2۔ ترکہ کے دسویں حصہ کی ادائیگی کی وصیت جو انفاق فی سبیل اللہ کا ایک امتیازی زینہ ہے۔

3۔ تیسری شرط یہ بیان فرمائی کہ دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ یہ شرط سب سے اہم اور موصی کی ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

❁...... نظام وصیت کے بارہ میں فرمایا:

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں۔ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے''۔

ان زوردار اور متحدیانہ الفاظ سے نظام وصیت کی عظمت و شوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس مقدس نظام کی بنیاد رکھتے وقت یہ الفاظ مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے نکلے اور آج سو سال پورے ہونے پر بالخصوص خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کی عالمگیر وسعت کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے بھر جاتا ہے۔

❁...... نظام وصیت کی عظمت اور افادیت جاننے کے لئے یہ فقرہ بھی قابل توجہ ہے۔

''اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کا دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا''۔

اس ارشاد میں ہر موصی کے لئے یہ زبردست نوید ہے کہ وہ دائمی ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کی یہ مالی قربانی ایسی ہوگی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے ایصال ثواب کا موجب ہوگی اور صدقہ جاریہ کے طور پر اس کا فیض کبھی ختم نہ ہوگا۔

❁...... نظام وصیت کے نتیجہ میں قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:

''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''۔

یہ پُر معارف فقرہ بہشتی مقبرہ کے قیام کے عالی مقصد کو خوب واضح کرتا ہے۔ ہر موصی کو کامل الایمان بننے کی دعوت دینے والا یہ فقرہ اسے یہ خوشخبری سناتا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے ذریعہ اس کا وجود آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیکی کی تحریک کا موجب بن جائے گا۔ اور اس طرح اس کے نیک نمونہ کو دیکھ کر نیکی کی توفیق پانے والے اس کے لئے دعا گو ہوں گے اور وہ مرحوم موصی اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے مطابق مرنے کے بعد بھی عند اللہ اجر

اورثواب پاتا رہے گا۔

❁...... حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک اور پیارا دعائیہ فقرہ ملاحظہ ہو:

''بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔آمین''۔

عجز وانکسار کے پیکر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے اپنے بارہ میں ''ہم'' کا لفظ بہت ہی منفرد مثال ہے۔ظاہر ہے کہ اس لفظ کے استعمال کے پیچھے آپ کی اپنی ذات نہیں بلکہ آپ کے قلب اطہر میں اس قادر وتوانا خدا کا خیال ہے جو زمین وآسمان کا بادشاہ ہے اور جس کے ارادہ اور اذن سے یہ عظیم الشان نظام وصیت جاری ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر کے ایک حوالہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

اس ایک فقرہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے کس خوبی اور کمال محبت سے ہر موصی کو تین نہایت جامع دعاؤں کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔خدا یہ دولت ہر موصی کو عطا فرماتا رہے۔

❁...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:

''کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں''۔

یہ جامع فقرہ ہر نادان کے اس شک اور بدظنی کو دور کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ یہ سارا نظام کسی ذاتی غرض، ارتکاز دولت یا دین میں اختراع اور بدعت کے طور پر جاری کیا گیا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ سارا نظام وحی الٰہی پر مبنی ہے اور کسی انسانی سوچ یا منصوبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی بیان فرمودہ تیسری شرط میں یہ ذکر ہے کہ دفن ہونے والا کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ظاہر ہے کہ بدعتی عمل کرنے والے کو رد کرنے والا نظام خود بدعت پر مبنی کیسے ہوسکتا ہے؟

❁...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں یہ بنیادی فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

''کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے۔کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا''۔

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو یہ فقرہ ایک موصی کو ہر لحہ بیدار کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ وہ وصیت کی جملہ شرائط کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مطابق زندگی بسر کرے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ یہ مقام حاصل کرلے کہ عنداللہ بہشتی قرار پائے تبھی وہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کی سعادت حاصل کر سکے گا''

❁...... شرائط تدفین کے بارہ میں فرمایا:

''ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابندِ احکامِ اسلام ہو۔اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔اور نیز حقوقِ عباد غصب کرنے والا نہ ہو''۔

یہ فقرہ بھی بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور ہمیشہ ہر موصی کی نظروں کے سامنے رہنا چاہئے ۔یہ وہ امور ہیں جن سے ہر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرسکتا ہے۔

❁...... نظام وصیت کے ذریعہ جمع ہونے والے اموال کا مصرف کیا ہوگا؟ فرمایا:

''انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اَور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔اور ان اغراض میں سے سب سے مقدّم اشاعتِ اسلام ہوگی''۔

اس ایک فقرہ میں سارے نظام وصیت کی بنیادی غرض بہت خوبصورتی سے بیان کردی گئی ہے۔یہ سلسلہ محض اموال کے جمع کرنے کی خاطر نہیں جیسا کہ بعض نادان سمجھ سکتے ہیں بلکہ صرف اور صرف ان اغراض عالیہ کے لئے ہے جو اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہیں۔اور یہ بیان کرنے کے ساتھ ہی وضاحت فرمادی

کہ ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہے۔اس سے ضمناً یہ وضاحت بھی ہوگئی کہ سلسلہ کی اغراض اور اشاعت اسلام میں باہم کوئی فرق نہیں۔ یہ دراصل ایک ہی چیز کے دونام ہیں۔دوسرے یہ واضح ہوا کہ وصیتی مالوں کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے۔

❁...... نظام وصیت کے سلسلہ میں یہ فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

''اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیّتی مال بھی پیش کرے تا ہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا''۔

اس فقرہ سے ایک بار پھر اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ نظام وصیت کا مقصد ارتکاز دولت نہیں ہے اور نہ ہی محض دولت کے بل بوتے پر کوئی شخص اس مبارک بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل کر سکتا ہے۔اصل اور بنیادی شرط تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہے۔چونکہ یہ سارا نظام وصیت دراصل وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لئے اگر وحی الٰہی سے کوئی شخص ردّ کیا جائے تو وہ کسی صورت میں اس نظام کا حصہ نہیں بن سکتا خواہ وہ کتنا بھی مال پیش کرے۔

❁...... اس سارے نظام وصیت سے خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ فرمایا:

''اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصّہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

یہ فقرہ ہر احمدی کو بہت مستعد اور بیدار کرنے والا ہے۔واضح طور پر فرمایا کہ نظام وصیت کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مومن اور منافق میں ایک امتیاز قائم کر کے دکھا دے۔گویا اس کو سچے احمدیوں کے ایمان کا ایک معیار قرار دیا ہے اور ایک مخلص احمدی کی شان یہ ہے کہ وہ اس الٰہی انتظام کی اطلاع پانے کے بعد اس میں شمولیت سے پیچھے نہ رہے بلکہ فرمایا کہ جو احمدی فوراً اس میں شامل ہو جائیں گے وہ اپنے عمل کے ساتھ اپنی ایمانداری کا ثبوت دیں گے۔اس پر زور تاکیدی فقرہ کو پڑھ کر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کا شمار کن لوگوں میں ہے۔

❁...... اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں بیان فرمایا:

''وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اس نے ایسا ہی کیا''۔

اس فقرہ سے واضح فرمایا گیا ہے کہ نظام وصیت اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان کے طور پر ہے۔جو اس امتحان پر پورے اتریں گے وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سچے مومن ہوں گے۔وہی طیّب قرار پائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتا ہے۔یہ زوردار فقرہ بھی ایک سچے احمدی کو اس بابرکت نظام میں شمولیت پر آمادہ کرنے کے لئے بہت کافی ہونا چاہئے۔

❁...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں بار بار تاکیدی اظہار فرمایا ہے۔ایک موقع پر فرمایا:

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اِس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدّم کیا ہے، دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اِس سے اُن کی پردہ دری ہوگی''۔

نظام وصیت کو اس وقت کا امتحان قرار دیتے ہوئے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والے ہی درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔یہی امر ان کے عہد بیعت کی سچائی کا بھی گواہ ہوگا۔اور پھر بہت ہی واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ اس ایک امتحان سے منافقوں کی منافقت خوب کھل کر سامنے آجائے گی اور اس طرح ہر شخص ان کو خوب جان لے گا۔مجھے یقین ہے کہ اس فقرہ کو توجہ سے پڑھنے کے بعد کوئی مخلص احمدی اس بابرکت نظام سے باہر نہیں رہ سکتا۔

۞...... اور وہ مخلص جو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں گے ان کو کیا انعامات ملیں گے۔اس سلسلہ میں فرمایا:

''اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی''۔

اور مزید فرمایا کہ ایسے لوگ حقیقی طور پر تارک الدنیا ہوں گے جو:

''یہ ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔خدا کے نزدیک مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے''۔

یہ الفاظ اس قدر انعامات اور بشارات کی نوید پر مشتمل ہیں کہ سست سے سست احمدی کو بھی فوراً بیدار اور مستعد ہو جانا چاہئے۔اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو پانے کے لئے فی الفور اس بابرکت نظام میں شامل ہو جانا چاہئے۔اس وقت کی غفلت بہت ہی بڑے گھاٹے کا سودا ہوگی۔

۞...... اس نظام میں شمولیت کی برکات کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نظام کا حصہ بنو گے تو

''بہشتی زندگی پاؤ گے''۔

گویا یہ حرف آخرت میں بہشت پانے یا دئے جانے کا وعدہ اور سودا نہیں ہے بلکہ اس نظام میں شمولیت کے ذریعہ تو دمِ نقد اسی دنیا میں بہشتی زندگی ان لوگوں کو مل جائے گی۔اور قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اگر کسی کو اس زندگی میں جنت کی حلاوت نصیب نہ ہوئی تو وہ آخرت میں بھی اس نعمت سے بے بہرہ اٹھایا جائے گا۔کیا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دنیا میں ہی بہشتی زندگی پانے کا خواہاں نہ ہو۔کون سا ایسا بد بخت ہوگا جو اس نعمت سے محروم رہنا پسند کرے گا۔خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔

۞...... حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ہر ممکن طور پر نظام وصیت کی برکت اور اہمیت واضح کرنے کے ساتھ اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور اس نصیحت کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔آپ نے یہ سب کچھ انتہائی درد اور محبت سے بیان فرمایا اور کتاب کا آخری فقرہ یوں تحریر فرمایا:

''بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ

(یٰس:53)

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔''

کتنے کرب اور دکھ کا اظہار ہے ان لوگوں پر جو امام الزمان کے دست مبارک پر بیعت کا عہد کرنے کے باوجود اس کے اس تاکیدی حکم کو ٹال دیں گے۔خدا کرے کہ کوئی احمدی ایسا بد قسمت نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے منشائے مبارک سمجھتے ہوئے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔آمین

صفاتِ واعظ یا ملازم وغیرہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جب تک کسی میں تین صفتیں نہ ہوں وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے اور وہ صفتیں یہ ہیں۔دیانت، محنت، علم۔جب تک یہ تینوں صفتیں موجود نہ ہوں تب تک انسان کسی کام کے لائق نہیں ہوتا۔اگر کوئی شخص دیانتدار اور محنتی بھی ہے لیکن جس کام میں اسے لگایا گیا ہے اس فن کے مطابق علم اور ہنر نہیں رکھتا تو وہ اپنے کام کو کس طرح سے پورا کر سکے گا۔اگر علم رکھتا ہے محنت بھی کرتا ہے مگر دیانتدار نہیں۔ایسا آدمی بھی رکھنے کے لائق نہیں۔اور اگر علم و ہنر بھی رکھتا ہے اپنے کام میں خوب لائق اور دیانتدار بھی ہے مگر محنت نہیں کرتا تو اس کا کام بھی ہمیشہ خراب رہے گا غرض ہر سہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔''

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 355)

ایک نہ بھولنے والا وجود !!

میری رفیقہء حیات سیدہ حفیظۃ الرحمٰن بنت سید حافظ عبدالرحمٰن مرحوم

میر مبارک احمد۔ تالپور

میری رفیقہء حیات سیدہ حفیظۃ الرحمٰن بنت سید حافظ عبدالرحمٰن مرحوم مورخہ 18 جولائی 2006 بمقام نیوجرسی، امریکہ ہم سے جدا ہوگئیں، اِنَّــا لِلّٰــهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ 1930 میں بمقام کلانور بٹالہ ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب، پیدا ہوئیں۔ابتدائی تعلیم قادیان میں پائی اور بورڈ کے امتحان میں ضلع بھر میں اوّل آئیں۔قادیان سے ہجرت کے بعد 1947 میں اپنے والدین کے ہمراہ لاہور آگئیں۔

لاہور کی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں 1950 تک جنرل سیکرٹری کے فرائض احسن طریق پر انجام دیئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زیرِ صدارت کئی کامیاب اجلاس لاہور میں کروائے۔اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے لجنہ اماء اللہ لاہور میں اُنہوں نے حلقہ جات کے قیام اور جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کے انعقاد میں بنیادی کام انجام دیا اور حضورؓ کی خاص خوشنودی حاصل کی، الحمد للہ۔ 1950 میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا جب میرے رشتے کی بات حفیظ کے خاندان میں چل رہی تھی تو اِنکے والد سید حافظ عبدالرحمٰن حضور کی خدمت میں اِس رشتے کی تجویز لے کر حاضر ہوئے تا حضور دعا کریں مگر حضور نے فرمایا

''میں تو حفیظۃ الرحمٰن کا نکاح پڑھا چکا ہوں میر مرید احمد تالپور کے بیٹے مبارک احمد تالپور کے ساتھ''

حضور نے یہ بات اتنے یقین سے کہی کہ حفیظ کے والد محترم خاموش ہوگئے، کوئی سوال نہ کیا اور وہیں اپنا فیصلہ میرے حق میں دے دیا۔ سچ ہے کہ جوڑے آسمانوں پر ہی بنتے ہیں۔ 1951 کے دوران میں اور میرے والد میر مرید احمد تالپور لاہور گئے اور حفیظ کے والد کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نکاح پڑھانے کی درخواست پیش کی اور اِسکے باوجود کہ ان دِنوں حضور نے نکاح پڑھانے بند کر دیئے تھے، حضور نے ازراہِ شفقت یہ درخواست قبول کی اور ہمارا نکاح مسجد مبارک ربوہ میں پڑھایا الحمد للہ۔ شادی کے بعد ہم کراچی آ گئے کیونکہ میں یہاں سرکاری ملازمت کرتا تھا۔ ہمارے ہاں پہلی ولادت 1952 میں توام ہوئی خدا نے ہمیں ایک بیٹی اور ایک بیٹے سے نوازا۔لیکن ہماری بیٹی جس کا نام حفیظ نے بڑے پیار سے تقیہ صبوحی رکھا تھا پیدائش کے تقریباً پندرہ دن کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جاملی۔ حفیظ کا صبر قابلِ رشک تھا۔ ہمارا بیٹا منیر احمد جب تین ماہ کا تھا تو میرے والد وفات پا گئے، حفیظ نے میرا غم بانٹا، مجھے تسلّی دی اور کیونکہ والد کی اچانک وفات سے ہمارے مالی حالات متاثر ہوئے تھے حفیظ نے میرا ہاتھ بٹانے کی ٹھانی اور میں گواہ ہوں کہ حفیظ جو کام کرنے کی ٹھان لیتی تھیں اُس کام کو مکمل کر کے ہی رہتی تھیں۔انہوں نے ایک کوچنگ سینٹر شروع کیا جو کہ میٹرک کے طلباء کے لئے تھا یہ ایک کامیاب سینٹر تھا اس سے ہمیں کافی مالی آسودگی حاصل ہوئی کیونکہ میں تو اپنی ساری تنخواہ والدہ اور بہن بھائیوں کو حیدرآباد روانہ کر دیتا تھا اور یوں حفیظ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی استعداد سے اپنے گھر کا بوجھ تمام تر اپنے کاندھوں پر لے لیا۔ میرے دو بھائی پروفیشنل تعلیم حاصل کر رہے تھے اور اُنکی فیسیں ادا کرنے کی ذمہ داری مجھ پر تھی۔ یہ اللہ کا

خاص فضل تھا کہ میں اپنے اِس فرض کو ادا کرنے اور اپنے بھائیوں کو اُنکی تعلیمی منزل تک پہنچانے میں الحمدللہ کامیاب رہا اور مجھے فخر ہے کہ میری اہلیہ حفیظۃ الرحمٰن نے اِس فرض کو ادا کرنے میں میرا پورا پورا ساتھ دیا بلکہ جہاں میں بے بس ہوتا وہاں وہ مجھ سے بڑھ کر یہ فرض ادا کرتی تھیں۔مثلاً میرے چھوٹے بھائی بشیر تالپور کو اپنی میڈیکل کی تعلیم کے دوران Dissection Box کی ضرورت تھی، وہ حیدرآباد سے کراچی آیا کہ یہ بہت ضروری ہے اور جلدی چاہیئے ہمارے پاس پیسے بالکل نہ تھے۔مجھے پریشانی ہوئی مگر حفیظ نے فوراً ہی فیصلہ کرلیا اور اپنے آویزے جو اُنہیں بہت پسند تھے بیچ کر میڈیکل بکس خریدنے کے لئے بشیر کو پیسے دے دیئے۔ایسے بے شمار واقعات میرے ذہن میں ہیں جو میرے لئے بہت اطمینان وخوشی کا باعث ہیں کہ حفیظ نے اپنے اور میرے گھر والوں میں کبھی فرق نہ کیا۔اپنے سسرال کی ہمیشہ عزت وتکریم کی اور میرے بہن بھائیوں کی ضروریات کا حتی المقدور خیال رکھا۔اپنی ملازمت کی وجہ سے مختلف شہروں میں میری پوسٹنگ ہوجاتی تھی میں تو مجبور تھا اس لیے شہر شہر پہنچ جاتا مگر ایسے میں حفیظ بھی ہمت نہیں ہارتی تھیں اور ہر حال میں پیکنگ ،شفٹنگ اور بچوں کے داخلے وغیرہ سب اُنکے ذمے ہوتا اور وہ یہ تمام کام بہ حُسن وخوبی ادا کرتی تھیں۔

اِسی طرح لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے لیے انہوں نے انتھک کام کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کی کلاسز کا ایسا اہتمام کیا کہ ماشاءاللہ یہ نور اُنکے لئے رحمت کا باعث رہے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ۔51-1955 کے عرصہ میں کراچی آمد کے بعد حفیظ نے لجنہ اماءاللہ کراچی میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔الحمدللہ کہ اللہ کی دی ہوئی توفیق سے وہ بچوں کی تربیت، گھر کی ذمہ داریوں اور لجنہ کی تنظیم کے فرائض ادا کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتی تھیں۔اسی طرح 1960 میں جب میری پوسٹنگ حیدرآباد ہوگئی تو انہوں نے میمن انجمن گرلز ہائی اسکول میں پرنسپل کے فرائض انجام دیئے۔اس دوران ہمیں اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں عطا فرمائیں اور یوں حفیظ کی ذمہ داریاں کافی بڑھ گئیں مگر بچوں کی تعلیم وتربیت میں اُنکی جانفشانی میں بال برابر کمی نہ آئی۔1966 میں میری تبدیلی دوبارہ کراچی ہوگئی اور پھر ایک سال بعد لاہور۔تو اس دوران حفیظ میرے ساتھ ساتھ سفر میں رہیں اور بچوں کی تعلیم میں میری اِن پوسٹنگ سے جو حرج آتا تھا اُسے وہ اپنی اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ سے پورا کرلیتی تھیں۔اُنہوں نے شادی کے بعد بھی اپنی تعلیم جاری رکھی اور شادی کے بعد بی۔اے، بی۔ایڈ اور ایم۔اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔میری چھوٹی بیٹی کی پیدائش پر اُنہوں نے ایم۔اے کا امتحان دیا اور یونیورسٹی بھر میں فرسٹ آئیں الحمدللہ۔ 1968 میں لاہور جانے کے بعد اُنہوں نے ایک اسکول نصرت ماڈل گرلز ہائی اسکول شروع کیا جسے وہ میری کراچی ٹرانسفر تک بڑے احسن طریق سے چلاتی رہیں۔1974 میں میری تبدیلی کراچی سے حیدرآباد ہوگئی جہاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور حضرت آپا اُمِ متین صاحبہ کے ارشاد پر حفیظ نے جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدرآباد اور بعد میں صدر لجنہ اماءاللہ سندھ وحیدآباد کا عہدہ سنبھالا اور اپنی انتھک کوششوں اور بے پناہ لگن سے خواتین کے دل جیت لیے۔اِس تمام عرصے میں وقفِ عارضی کے ذریعے خواتین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرتی رہیں۔اجلاس، جلسے اور اجتماعات کا بھی خاص انتظام کرتیں تاکہ سندھ کے نواحی علاقوں سے بھی خواتین اور بچیوں کی شرکت ہوسکے اور وہ اِن موقعوں سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل ہمیشہ حفیظ کی کوششوں میں شامل حال رہا۔الحمدللہ

اسی دوران انہوں نے سندھ یونیورسٹی میں Ph.D. شروع کی۔اُنکا مقالہ سیرتِ رسول ﷺ پر تھا۔مقالے کے مکمل ہونے کے بعد اُنکے سپروائزر کو یہ علم ہوگیا کہ وہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی ہیں لہٰذا اُنکی ڈگری کے حصول میں بہت رکاوٹیں ڈالی گئیں۔

اِس بارے میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

''اپنے مقالے کو کتاب کی شکل میں شائع کرواؤ ایک وقت آئے گا کہ یہ لوگ خود تمہارا مقالہ مانگنے آئیں گے تم آسمان پر Ph.D. ہوچکی ہو۔''

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے حفیظ کو 9 بہترین کُتب کی مصنفہ بنادیا۔جن

میں سیرت کی کُتب ''تخلیق الاول'' اور حضرت مسیح موعودؑ کے القصیدہ پر مبنی ''آئینہء ربوبیت'' اُنکی خوبصورت ترین تحریرات ہیں، جن کو خود حفیظ اپنی زندگی کا اثاثہ کہتی تھیں جماعت کے لیے اُنکی یہ خدمات اللہ کے فضل وکرم سے رہتی دنیا تک یادرہیں گی، انشاءاللہ تعالیٰ۔

1981 میں حیدرآباد سے کراچی تبدیلی کے بعداُنہوں نے حلقہ گلشن اقبال کی سیکرٹری تعلیم، صدراور پھرنگران قیادت کےطور پرفرائض سنبھال لئے اور اِس حلقے کے لئے خدمات سرانجام دیں۔اُنہوں نے اِس دوران وقفِ عارضی اورقرآن کریم کی پندرہ روزہ کلاسز کا مختلف اوقات میں اہتمام کیا۔سیرت النبیؐ کےاجتماعات کاسلسلہ تولجنہ کی خواتین کے ساتھ ساتھ غیراز جماعت خواتین میں بھی بہت مقبول ہوا جس کا ذکر حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے قادیان کے جلسہ سالانہ میں لجنہ کراچی سے ایک ملاقات کے دوران کیا۔ حضور نے فرمایا:

ہماری ایک بہترین مقررہ سے غیراز جماعت خواتین نے پوچھا کہ آپ سیرت رسولﷺ پر اتنا خوب بولتی ہیں ہمارے پاس بھی عید میلادالنبیؐ کے موقع پرتشریف لائیں اورتقریرکریں اور یہ بھی کہ آپ کیا لیتی ہیں؟ (یعنی آپ کا معاوضہ کیا ہے) جس پر ہماری مقررہ نے کہا کہ ہم سیرتﷺ پر تقریرکرنے کا معاوضہ لیتے نہیں بلکہ پیسے دے کراپنی بات بتاتے ہیں۔اُنکی منظم کردہ قرآن کریم کی کلاسز بھی جماعت کی خواتین کے ذریعے گھر گھر روحانی روشنی پھیلانے کا موجب بنیں الحمدللہ۔اِس دوران اُنکی بہترین تربیتی کُتب شائع ہوئیں جن میں ''قراۃ العین''، ''دستک''، ''محبوبات'' اور ''ازالۃ القید'' شامل ہیں۔

یہ کُتب جماعت کی خواتین وحضرات کے لئے مشعل راہ ہیں اور ان کے بارے میں حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ:

''آپ نے تو کتابوں سے ایک باغ وبہار لگائی ہوئی ہے
آپکومبارک ہو''

یہ حفیظ پر اللہ تعالیٰ کا نہایت عظیم فضل تھا کہ اُنہوں نے لکھنے کا راستہ اختیارکیا، وہ راستہ جو جہاد بالقلم کو پہنچتا ہے اور وہ راستہ جو حضرت مسیح موعودؑ کا پسندیدہ راستہ تھا۔اپنی پہلی تصنیف کی شروعات میں ہی اُنہوں نے یہ خواب دیکھ لیا تھا کہ ایک بارُعب آوازفرماتی ہے:

''حضرت مسیح موعودؑ کا ہاتھ پکڑ کرتم ہرشہرکی سیرکرسکتی ہو''

یہ ایک مبارک خواب تھی اور ایک مبارک شروعات۔ان کتب کے ساتھ ساتھ انہوں نے مختلف اوقات میں بہت سی تربیتی تقاریربھی کیں جو لجنہ اماء اللہ کراچی کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی، انشاءاللہ تعالیٰ۔

نومبر 1994 میں لاہور قیام کے دوران اُنہیں عارضہءقلب ہوا اور ایک لمبا عرصہ بیماری کا آیا اور اُنہیں بہت سے ایسے کاموں سے فرصت لینی پڑی جو اُن کی دل پسند مصروفیات تھیں یعنی تصنیفِ کُتب اور لجنہ اماءاللہ کے کام۔مگر ایک مصروفیت ایسی ہے جس کے لیے ربّ کریم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور وہ ہے عبادتِ الٰہی۔سومیری اہلیہ نے اپنی عبادتوں کو ہمیشہ سرسبز رکھا الحمدللہ۔

1997 میں حفیظ نے دوبارہ ہمت کی اور شہداء کو ایک بارپھر اپنے بہترین الفاظ کا نذرانہ پیش کیا۔شہدائے احمدیت پرقلم اُٹھانا ایک بھاری ذمہ داری ہے اوراِس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے یقیناً ایک روحانی طاقت چاہیئے اسی لیےاِن دونوں کُتب یعنی ''نگینےلوگ'' حصّہ اوّل ودوم کی تصنیف کے دوران اُنکی صحت کافی گرجاتی تھی مگر روحانی طاقت بڑھ جاتی تھی اوراِس بات کا احساس مجھے اور ہماری بچیوں کو ہمیشہ رہتا تھا۔ہماری پہلی کوشش ہوتی کہ انہیں کم ازکم گھریلو ذمہ داریوں سے فراغت دے دیں مگر وہ اپنی تصانیف میں مصروف ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنے فرائضِ منصبی سے غافل نہ ہوتی تھیں۔گھر کی کونسی چیز کہاں پڑی ہے، کس کوکس چیز کی ضرورت ہے، کون بیمار ہے، کس کا کون سا کام کرنا ہے، ہم میں سے ہرایک کی ضرورت کا اُنہیں بے حد احساس رہتا تھا اور وہ اُس وقت تک سکون نہ پاتیں جب تک ہماری ضرورت نہ پوری کردیتیں۔لیکن یہاں یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ ناجائزطور پرکسی بھی ضرورت، خواہش اورفرمائش کو پورا کرنا اُنکی فطرت کے ہی خلاف تھا۔وہ نہ غیراسلامی کام کرتیں نہ ہی ہمارا ایسا کرنا برداشت کرتی تھیں۔ آنحضرتﷺ کی یہ حدیث کہ ''برائی کو ہاتھ سے مٹادو یا زبان سے مٹادو یا کم

ازکم دل میں برا جانو۔لیکن یہ کمزور ایمان کی نشانی ہے" تو حفیظ کو میں نے اللہ کے فضل وکرم سے کبھی بھی ایک کمزور ایمان والی نہ پایا اُنہوں نے ہمیشہ برائی کو ہاتھ سے مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور بہت مجبوری کی صورت میں زبان سے بھی کام لیا مگر میری یادداشت میں ایسا کوئی واقعہ نہیں گزرا کہ اُنہوں نے کوئی برائی ہوتے دیکھی ہو اور اپنے عمل اور اپنے کلام سے اُسے روکنے کی کوشش نہ کی ہو۔

اُن میں بہترین انتظامی صلاحیتیں تھیں جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی شفقت، تربیت اور محبت کی دین تھیں حضورؓ نے جماعتی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے پر حفیظ کے لیے ہمیشہ خوشنودی کا اظہار کیا اور اُن کو دعائیں دیں جو اُن کے حق میں لفظ بلفظ پوری ہوئیں مثلاً جب حفیظ بی۔اے میں کامیاب نہ ہوسکیں اور بہت دلبرداشتہ ہو کر حضور سے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا کہ" تم ضرور کامیاب ہوگی اور اللہ کے فضل و کرم سے تمام جماعتیں پاس کرلوگی اور یہ اللہ کا فضل رہا کہ اُنہوں نے دنیاوی تعلیم کی تمام جماعتوں میں کامیابی حاصل کی۔اسی طرح ایک اور قبولیت دعا کا واقعہ جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطباتِ جمعہ میں کیا وہ بھی نہ صرف حفیظ کے لئے بلکہ ہمارے سارے خاندان کے لیے ایمان افروز ہے حفیظ کے والد حافظ عبد الرحمان نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے حفیظ کے ایف۔اے کے امتحانات میں کامیابی کے لیے درخواست دعا کی جس پر مولوی صاحب نے از راہِ شفقت طویل دعا کروائی اور ایک خاص کیفیت تھی جو مولوی شیر علی صاحب پر طاری تھی، دُعا کے بعد اُنہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ بچی کامیاب ہو جائے گی۔اور اللہ کے فضل سے ایسا ہی ہوا حفیظۃ الرحمن پورے ضلع میں فلاسفی کے امتحان میں اوّل آئیں۔الحمدللہ۔

آج جہاں مجھے اُن سے بچھڑنے کا شدید غم ہے وہاں اِس بات کا بے حد اطمینان ہے کہ میری اہلیہ نے اپنی بیٹیوں کی بہترین تعلیم وتربیت کی اور یوں آنحضور ﷺ کی حدیث کے مطابق بیٹیوں کو بہترین تعلیم وتربیت دے کر وہ جنت کی نوید پا گئیں، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبرجمیل عطا کرے آمین۔

اپنا ذاتی تجربہ اور وقف کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"پس میں خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وُہ اُسے سنے یا نہ سُنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وُہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی رُوح بول اٹھے۔اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (البقرۃ:132) جب تک انسان خُدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(الحکم نمبر31 جلد 4 صفحہ 3-4 مورخہ 31 اگست 1900)

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ (الاعراف:180) آہ! انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی وقف نہیں کرتا تو وُہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالےٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔اس آیت سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بعض خام خیال کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کو جہنّم میں ضرور جانا ہوگا یہ غلط ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ تھوڑے ہیں جو جہنّم کی سزا سے بالکل محفوظ ہیں اور یہ تعجب کی بات نہیں۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا:14)"

(ملفوظات جلد دوم صفحات 100-101)

2006 Dr. Abdus Salam Science Fair

MTA Volunteers working during Final Session of 2006 USA Jalsa

Some invited Guests to the 2006 USA Jalsa
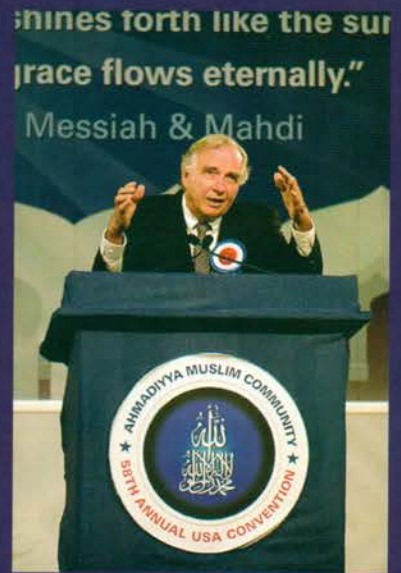
Waqfeen-e-nau Boys' visit to Jamia Ahmadiyya Canada

Waqfeen-e-nau Boys' visit to Jamia Ahmadiyya Canada

Scenes from 2006 USA Jalsa Salana

Consumers' Research Council of America

This is to certify that

Iftikhar A. Ali, MD

has met all of the requirements and has been selected as one of

America's Top Physicians

2006

The criteria used in the evaluations include education and continuing education, number of years practicing in the medical profession, board certifications and affiliations with professional medical associations.

Consumers' Research Council of America

Blessings of Ahmadiyyat

DR. TAHIR IJAZ GETS NORTH AMERICAN MEDICAL AWARD

San Diego Medical Society of California has given Dr.Tahir Ijaz a prestigious Top Doctor's Award, 2006. Dr.Tahir's peers in the City and County of San Diego have judged him as one of the best doctors in his specialty.

Tahir earned his Medical degree and completed his internship at the University of Manitoba (Winnipeg, Canada). He did his Radiation Oncology Residency at the Manitoba Cancer Foundation.

He completed his fellowship at the M.D. Anderson Cancer Centre in Houston (Texas), followed by a faculty position as a Clinical Instructor on the Head and Neck Oncology. Tahir Ijaz is certified by the American Board in Radiation Oncology and Royal College of Physicians and Surgeons (FRCP) of Canada.

Tahir practices in San Diego, California and is son of Dr. Ijaz Qamar, Secretary Umur-e-Kharijiyya, Canada Jama'at and Contributing Editor of the Canada Ahmadiyya Gazette.

May Allah grant this young doctor name and fame in the service of Islam and humanity at large.

جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۰۶ء کے چند مناظر

Scenes from 2006 USA Jalsa Salana
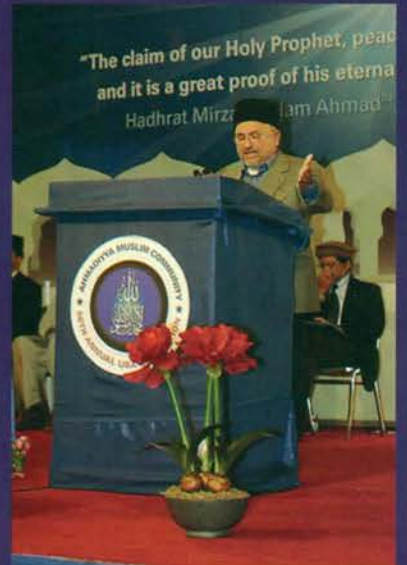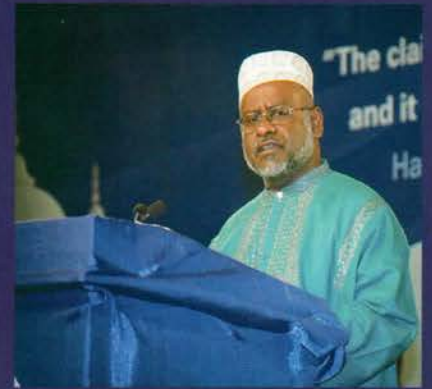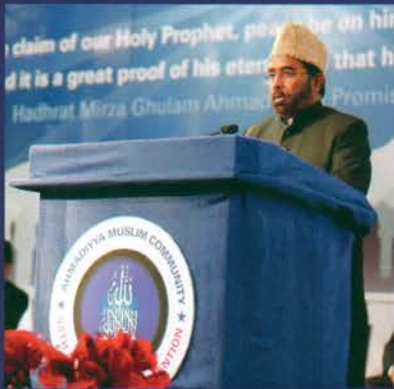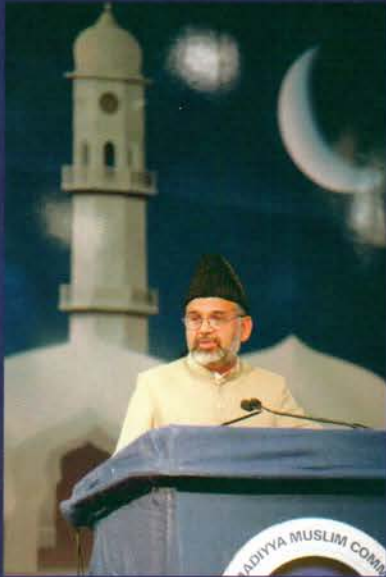
اپنی قدرت کا کوئی کرشمہ دکھا

مبارک احمد ظفر

جو شرارے شرارت کے اٹھنے لگے ان کے شر سے ہمیں خود بچا مالکا
اپنی ہی آگ میں راکھ ہوجائیں وہ ، ان کو دے ان کے شر کا صلہ مالکا

جو ترے سلسلہ کو مٹانے کی خاطر شب و روز مدّت سے مصروف ہیں
اِن کا انجامِ بد تُو دکھا دے اِنہیں ، پیس دے اِن کی خاک اب اُڑا مالکا

اب تلک وہ جو ظلمت کی تاریکیوں کے لحافوں میں ہیں لوگ سوئے ہوئے
اپنی چمکار کوئی دکھادے انہیں ، خوابِ غفلت سے ان کو جگا مالکا

قومِ مسلم بِنا اپنے قائد کے جو آج پستی وذلّت میں ہے گر چکی
اپنی قدرت کا کوئی کرشمہ دکھا ، اس کی عظمت کو پھر دے بڑھا مالکا

عصرِ بیمار ہے جاں بہ لب شافیا، کاش اپنے مسیحا کو اب جان لے
اس کو توفیقِ طاعت عطا کر ، کوئی معجزہ کر ، کوئی دے دوا مالکا

جو بھی فرعون ہو اس کو نابود کرنا ازل سے رہی ہے یہ سنت تری
آجکل جو بنے بیٹھے فرعون ہیں ، ان کا نام ونشاں بھی مٹا مالکا

آسماں سے جو عروۂ وُثقٰی خلافت کی صورت میں ہم پہ اُتارا گیا
تاقیامت سلامت تُو رکھنا اسے ، کُل جہاں کی ہے اس میں بقا مالکا

میرے آقا و مُرشد نے عرض و دعا تیرے دربار میں اب جو بھجوائی ہے
آسماں سے کوئی اپنا زندہ نشاں پوری دنیا کو دے تُو دکھا مالکا

تیری نظروں میں وہ جو وفادار ہیں ان کی صف میں رہوں تا دمِ آخرش
ہے فقط تُو ہی تُو اور کوئی نہیں سب سے بڑھ کے ہے تُو باوفا مالکا

میری کوئی تمنا نہیں ہے مگر ، تجھ سے خیرات و پرشاد ملتا رہے
تیری نظرِ عنایت کا محتاج ہوں ، میں ظفرؔ ایک چاکر ، گدا ، مالکا

ڈاکٹر عامرہ عباس مرحومہ

مریم مسلم۔اوسلو، ناروے

میری پیاری بہن ڈاکٹر عامرہ عباس (ماہر امراضِ دل) بنت پروفیسر عباس بن عبدالقادر (شہید) کا نام جماعتِ احمدیہ میری لینڈ میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔آپ 31 اکتوبر 2006 بروز منگل ہیگرز ٹاؤن میری لینڈ میں ایک اندوہناک حادثہ میں مع اپنے دو معصوم بچوں 'عائشہ اور علی' ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہوگئیں، اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر

ہمارے ابا جان پروفیسر عباس بن عبدالقادر کی شہادت کے وقت عمار (عامرہ کا جڑواں بھائی) اور عامرہ صرف نو برس کے تھے اور ہم بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔عامرہ نے لیاقت میڈیکل کالج سے اعزازی نمبروں سے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے اس ارشاد کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کی جو آپ نے عامرہ کو میٹرک کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے پر فرمایا تھا کہ بیٹی تم ضرور ڈاکٹر بننا۔عامرہ کو اللہ تعالیٰ نے 'پہلی احمدی مسلمان خاتون کارڈیالوجسٹ' بننے کا شرف عطا فرمایا۔امریکہ میں مختلف ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد کئی ہسپتالوں میں خدمات انجام دینے کی توفیق ملتی رہی، الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ وفات کے وقت Cumberland Memorial Hospital اور Sacred Heart Hospital, Cumberland (MD) میں خدمات سرانجام دے رہی تھی۔

خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ بہت قریبی تعلق قائم رہا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس سے اپنی بیٹی کی طرح محبت فرماتے اور اس کے میڈیسن کے کیریئر میں دلچسپی لیتے، حوصلہ افزائی فرماتے اور دُعائیں دیتے۔عامرہ کی فیلوشپ کے امتحان میں کامیابی پر بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی اس کا ہمیشہ ارادت اور محبت کا تعلق رہا۔الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس کا پیارا وجود اپنے تمام عزیز و اقارب، دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے لئے باعث راحت تھا۔ہر ایک سے ہمدردی گویا اس کی زندگی کا مقصد تھا۔خواہ اس کا تعلق جماعت سے ہو یا نہ ہو، چاہے وہ مسلمان ہو یا عیسائی ہو۔جہاں بھی ملازمت کے سلسلے میں مقیم رہی مریضوں اور سٹاف کے دل موہ لئے۔کمبرلینڈ ہاسپٹل میں اپنی نئی پریکٹس شروع کئے چند ہفتے کا عرصہ ہی گزرا تھا، اس قلیل عرصے میں ہی اپنے ذاتی اوصاف اور حُسن سلوک کی وجہ سے وہ ہسپتال کے عملہ، مریضوں اور ماتحت ڈاکٹروں کیلئے ہر دلعزیز شخصیت بن چکی تھی۔اس کی غیر معمولی عمدہ صفات سے اس کے ساتھی اس قدر متاثر تھے کہ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس نئی ڈاکٹر نے چند ہفتے کے اندر ہی اپنے خلوص سے ہمارے دلوں پر اپنی شخصیت کے گہرے نقوش ثبت کر دیئے ہیں۔

میرے بہنوئی سردار رفیق احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ شام کی نوکری کے لئے گھر سے دُور جا رہے تھے اور جلدی میں کھانا کھانے کا موقع نہ مل سکا۔جب عامرہ کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ رفیق بھائی آپ گاڑی ہی میں رہیئے میں فوراً آپ کے لئے کچھ لے کر آتی ہوں۔پھر بغیر کسی کو کہے خود ہی پُھرتی سے گئی اور اندر سے کھانے کی کچھ چیزیں لا کر دیں۔رفیق بھائی کہتے ہیں کہ اس سادہ اور تصنّع کے بغیر محبت اور خلوص کا جو نمونہ اس وقت دیکھا اس کو حاصل کرنے کے لئے لوگ لاکھوں بھی خرچ کریں تو میسر نہیں ہوسکتا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلوص کو قائم رکھے۔بظاہر تو یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن ایک شخص کی حد درجہ دوسروں کا خیال رکھنے والی صفت کا

ایک اظہار ہے۔اور یہ بات بہت قابلِ تحسین ہے کہ یہ صفت عامرہ کے تمام بہن بھائیوں اور عزیزوں میں بھی پائی جاتی ہے، قدرت کا ایک خاص انعام ہے۔ان کا مزید کہنا ہے کہ جب کبھی بھی وہ عامرہ کے گھر جاتے تو وہ ان کے بچوں کو دیکھ کر بے حد خوشی محسوس کرتی ۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے رہن سہن کا طریق،علمی قابلیت، امور خانہ داری کی نفاست اور طریق گفتگو میں الفاظ کا چناؤاور حفظ مراتب کا خیال' اسکی نمایاں خوبیاں تھیں۔

ہمارے دل اس غم سے چُور ہیں اور طرح طرح سے دل کو تسلی دینے کے باوجود اس کی ہنستی ہوئی اور کچھ کچھ شرارت سے مسکراتی ہوئی تصویر تصور میں آ آ کر یادوں کو تازہ کرتی رہتی ہے۔تصورات سے حقیقت کی دنیا میں آتے ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اب اس کا بے حد پیارا وجود اس دنیا میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے اپنی پیاری صورتیں ہمیں دکھائیں گے۔ یہ خیال دل کو سکون پہنچاتا ہے کہ صرف یہی اس دنیا کی زندگی ہی ایک زندگی نہیں ہے بلکہ آخرت کی زندگی ہی ہمیشہ کی زندگی ہے۔

اس کی گونا گوں صفات کے اظہار کے لئے ایک لمبا مضمون چاہیئے ۔عامرہ کو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تربیت کا بے حد خیال تھا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی اور خلفائے سلسلہ کی توقعات کے مطابق بچوں کی صحیح تربیت کرنے کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔اسی وجہ سے بچوں کو تعلیم قرآن کی طرف مسلسل توجہ دلواتی رہتی تھی۔وہ اس اصول کی قدر کرتی تھی کہ بچے جو بھی دیکھیں یا پڑھیں اس کا اثر اخلاق پر پڑتا ہے۔ اس بات سے بہت خوش تھی کہ بیٹی عائشہ نے قرآن شریف ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔اس کے لئے اس نے دن رات محنت کی ۔ 4 نومبر کو اس کی آمین کی تقریب کا اہتمام بھی کیا ہوا تھا۔

اس کی وفات پر تعزیت کرنے والے ہر فرد کی طرف سے اس کے لئے کلمات خیر اور محبت کے جذبات کے اظہار سے دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کے افراد نے جس طرح ہمارے غم کو اپنا سمجھ کے ہمیں تسلی دی اور ہمارے دکھ کو بانٹا اس پر بھی ہم سب افراد خاندان تہہ دل سے مشکور ہیں۔ ہم خاص طور پر افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس مشکل وقت میں تشریف لا کر ہماری دلجوئی کی ۔تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ہماری والدہ، بہن بھائیوں اور تمام عزیز واقارب کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل عطا کرے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور جانے والوں کو اپنے قرب خاص میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور اس خلاء کو محض اپنے فضل سے بھر دے۔آمین۔

وفات اور تعزیت

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بچہ کو وفات دیتا ہے تو اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی، اس پر فرشتے جواب دیتے ہیں ہاں ہمارے اللہ! پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کی کلی توڑ لی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں ہاں، ہمارے اللہ! پھر وہ پوچھتا ہے اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں۔اس نے تیری حمد کی اور اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے تم میرے اس صابر وشاکر بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(ترمذی کتاب الجنائز)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات کے وقت تشریف لائے آپؐ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کچھ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ بھی روتے ہیں! اس پر آپؐ نے فرمایا۔اے ابن عوف! یہ تو رحمت اور شفقت ہے۔آپ کے آنسو جاری تھے اور کہتے جاتے تھے۔ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں' دل غمگین ہے لیکن ہم وہی کہیں گے جس کو ہمارا ربّ پسند کرتا ہے اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔

(بخاری کتاب الجنائز)

ھمارا شمار ان لوگوں میں ھو

جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ

جن کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے حصہ پانے والے ہوں جس میں آپ نے فرمایا کہ میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا وارث بننے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور نمازوں کی طرف توجہ صرف عارضی اور رمضان کے دوران ہی نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم کبھی اس کی عبادت سے، اس کے حضور دعاؤں سے غافل نہ ہوں اور کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا کی طرف اس قدر جھک جائیں کہ دنیا کے کیڑے کہلائیں بلکہ ہمارا شمار ان لوگوں میں ہو جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جن کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے دراصل دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ پس جب ہماری یہ حالت ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ہمارے لئے ہر حال میں سکینت کے سامان پیدا فرمائے گا، اپنے فضلوں سے بھی نوازتا رہے گا اور ہماری دعائیں بھی قبولیت کا درجہ پاتی رہیں گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اکتوبر 2006 بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن)